جامعہ عثمانیہ پشاور کا ترجمان

پشاور

ماہنامہ العصر

جلد نمبر 3 شمارہ نمبر 9

مجلسِ ادارت سرپرست: شیخ الحدیث مولانا شیر علی شاہ
پی ایچ ڈی مدینہ منورہ

مدیرِ مسئول: مفتی غلام الرحمٰن ○ نائب مدیر: مولانا ذاکر حسن نعمانی

ستمبر 1997ء جمادی الاول 1418ھ

اس شمارے میں

تعمیر انسانیت کے مراکز تاریخ کے آئینے میں	مدیر مسئول	2
محاسن القرآن	مفتی غلام الرحمٰن	8
مدارس عربیہ کا کردار	مولانا محمد حسن جان	12
لا پتہ شخص کی جائیداد غیر منقولہ کی فروخت	مفتی غلام الرحمٰن	18
حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق کچھ غلط فہمیاں اور ان کا ازالہ	عبید الرحمٰن	23
آئمہ مجتہدین کی دربار میں قبولیت	مولانا محمد زاہد	29
مسلم معاشرہ کا بڑا کردار (عالم)	مولانا ذاکر حسن	37
تقسیم کے بعض احکام	مفتی غلام الرحمٰن	42
اخبار الجامعہ	مولانا حسین احمد	46

بدلِ اشتراک

فی پرچہ: ۷ روپے
سالانہ اندرونِ ملک: ۷۰ "
بیرونِ ملک: ۱۵ ڈالر

رابطہ

فون دفتر: ۰۹۱-۲۷۳۵۶۱

خط و کتابت

ماہنامہ العصر پوسٹ بکس ۱۲۰۹
جامعہ عثمانیہ پشاور کینٹ پاکستان

ترسیلِ زر

ماہنامہ العصر اکاؤنٹ نمبر ۸۸۰۷
یونائیٹڈ بینک
سنہری مسجد روڈ پشاور صدر

پبلشر

مفتی غلام الرحمٰن

مقام اشاعت: جامعہ عثمانیہ
عثمانیہ کالونی نوتھیہ روڈ پشاور صدر
پرنٹرز - وحدت پرنٹرز پشاور

صدائے عصر

مدیر مسئول کے قلم سے

تعمیر انسانیت کے مراکز

تاریخ کے آئینہ میں!!!!!

اسلامی تہذیب و ثقافت کے تسلسل اور احیاء اسلام میں مدارس عربیہ کا فعال کردار کسی سے مخفی نہیں۔ عہد نبویؐ سے لے کر آج تک حالات کے نشیب و فراز اور ترقی و تنزل کے مختلف ادوار میں مدارس عربیہ نے اپنا باکردار تشخص محفوظ رکھا دنیا کے نقشہ میں مسلمان حاکم رہا یا محکوم، اقلیت میں رہا یا اکثریت میں لیکن مدارس عربیہ نے ہر حالت میں اپنا وجود برقرار رکھا۔ اگر تاریخ، اندلس غرناطہ، بغداد اور دولت عثمانیہ کے فن تعمیر کے نادر نمونوں کی فلک بوس عمارتوں میں کسی اسلامی مدرسہ کو تلاش کرتی ہے۔ تو وہاں ان کے درخت کے نیچے ایک استاد ایک شاگرد کی شکل میں بے سرو سامانی کے عالم میں "صفہ" کے طرز پر عالم اسلام کی عظیم اسلامی دینی اور تحقیقی یونیورسٹی دارالعلوم دیوبند کے نام سے اسلامی مدرسہ کا تذکرہ ملتا ہے مدارس کو امراء و خلفاء یا بادشاہوں کے ایوانوں میں بہت کم پذیرائی ملی اور نہ انہوں نے امراء سے اپنا تشخص جوڑا، بلکہ اسلامی مدارس نے طاقۃ المسلمین سے خلوص و محبت اور بے لوث جذبہ خدمت مانگا جس نے قربانی پیش کی تو مدارس نے فیاضی اور دریا دلی کا مظاہرہ کرکے ان کو وارثت نبوی ﷺ سے نوازا۔ معارف نبوت اور اسرار حکمت سے مسلمانوں کو ایسی آگاہی نصیب ہوئی کہ بیک وقت ایک گاؤں میں مدارس کی برکت سے ہزاروں علماء، فضلاء موجود رہیں۔ غرضیکہ اسلامی مدارس کی وجہ سے اسلام زندہ رہا اور زندہ رہے گا۔ قیامت تک اسلامی مدارس اپنا تسلسل باقی رکھتے ہوئے اسرار نبوت کے امین رہیں گے۔

لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ اس اعلیٰ اور ارفع مقصد کے حصول کا یہ سفر دشوار گزار ہے قدم بقدم اس میں خطرہ نہیں جبکہ خطرات ہیں اور سفر کی پوری راہ کانٹوں سے

ظر آرہی ہے۔ ہر دور میں مدارس کے مقابلہ میں شیطانی محنت نبرد آزما رہی اور ی بڑی پامردی سے مقابلہ کیا تاریخ کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ مدارس کے شکلات امراء وقت اور ارباب اقتدار نے پیدا کئے مدارس کے علماء حریت اور حق ر جب ارباب اقتدار کے مظالم اور زیادتیوں کو ہدف تنقید بناتے تو حکومت کو نہیں رہتا اس لئے خلفاء اور سلاطین کی ہمیشہ کوشش رہی کہ مدارس کے علماء ان ں رہیں جہاں کہیں علماء نے ان کی چوہدراہٹ تسلیم نہیں کی تو علماء کو مختلف گئیں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے کوڑے کھانے کے واقعات کے صفحات بھرے پڑے ہیں۔

جودہ دور میں ایک دفعہ پھر مدارس کئی مشکلات سے دو چار ہیں لیکن آج کے ے مشکلات کیا ہیں؟ روزمرہ اخبارات، رسائل و جرائد اور آلات و نشریات کے بے ساختہ رپورٹ کے مطالعہ سے ایک ذی شعور انسان آسانی سے ان کا ادراک کر سکتا س عربیہ کے خلاف اس منظم تحریک کا اصل داعی حکومت یا دوسرے کار فرما یں بلکہ دنیا کا بڑا دہشت گرد امریکہ ہی مدارس عربیہ کے خلاف اس منظم تحریک کا ومت یا دوسرے ادارے اس کے آلہ کار ہیں لیکن امریکہ مدارس کے خلاف کام ں حق بجانب ہے کیونکہ وہ اپنے مقررہ اہداف کے لئے سب سے بڑی رکاوٹ رس سمجھتا ہے۔ اس نے مدارس عربیہ کی قوت اور طاقت کا اندازہ جہاد افغانستان سویت یونین جس کے سامنے امریکہ دو زانو ہو کر بیٹھتا آج مدارس کی وجہ سے وہ غرافیائی نقشہ میں نظر نہیں آتا۔ امریکہ کو یہ خطرہ ہے کہ ان مدارس سے لگی ہوئی ٹ ہاؤس کو لپیٹ میں نہ لے اس لئے بنیاد پرستی یا دین پر پختہ رہنا امریکہ کی نظر میں آج امریکہ پوری دنیا میں اسلام ہی کو اپنا واحد حریف سمجھتا ہے اور اس کے دبانے ا موقعہ ہاتھ سے جانے نہیں دیتا نیو ورلڈ آرڈر در حقیقت اسلام دشمنی کے مقررہ مجموعہ ہے۔ جس کے لئے پوری دنیا میں محنت ہو رہی ہے اسلامی ممالک سے ور تعاون اس شرط پر کیا جاتا ہے کہ وہ بنیاد پرستی کا مقابلہ کریں اور اسلامی جذبہ کو الجزائر، مصر اور ترکی میں آج کل کیا کچھ نہیں ہو رہا ہے جہاں کہیں اسلامی شخص تو اس کو ختم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

Scanned with CamScanner

ترکی اور مصر کی طرح ہمارے حکمران کا کردار بھی اس میدان میں قابل افسوس ہے ایک آزاد مسلمان ملک ہونے کے باوجود ہمارے حکمرانوں نے اپنا ملک امریکہ کی گود میں مفادات کے لئے گروی رکھا ہے مدارس عربیہ کے لئے مشکلات امریکہ کے اشارہ پر حکمرانوں کے پیدا کردہ ہیں یہی وجہ ہے کہ پاکستان میں حکومتیں تبدیل ہوتی رہتی ہیں پالیسیاں بدلتی ہیں لیکن مدارس کے بارے میں سب کے روئیہ میں ہم آہنگی اور یکسانیت پائی جاتی ہے مدارس کے لئے جو مشکلات گذشتہ حکومت نے پیدا کئے تھے موجودہ حکومت کا کردار اس سے کچھ کم نہیں بلکہ بھاری مینڈیٹ کے نشہ میں مست ہو کر نسوانی حکومت کے مقابلہ میں موجودہ حکومت کے روئیہ میں زیادہ سختی دکھائی دے رہی ہے۔ بلکہ یہ خطرہ محسوس ہوتا ہے کہ فرقہ واریت کے حوالے سے کہیں "انسداد دہشت گردی" کا قانون مدارس کے خلاف استعمال نہ ہو۔ لیکن ہے کچھ مدت تک ذہن سازی کے بعد مدارس کی بندش کے بارے میں قانون پاس ہو کر ترکی کا مذموم تجربہ یعنی مدارس کی بندش کا اعادہ ہو (ولا فعلها اللّٰہ)

موجودہ وقت میں ارباب اقتدار مختلف ذرائع سے مدارس عربیہ کے لئے مشکلات پیدا کر رہی ہیں اگرچہ اس میں ایجنسیاں آئے دن نت نئے طریقہ اختیار کر رہی ہیں لیکن پھر بھی مندرجہ ذیل ذراع زیادہ نمایاں ہیں۔

(الف) رائے عامہ کو متنفر کرنا۔

یہ ذریعہ بڑا فعال ہے اس کے ذریعہ عوام الناس کی ذہن سازی کر کے دیندار لوگوں کو مدارس سے بد ظن کیا جا رہا ہے اخبارات اور رسائل میں ایسے من گھڑت واقعات بیان کئے جاتے ہیں جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مدارس میں کہیں درندگی اور انسان دشمنی کی تعلیم دی جا رہی ہے۔ دہشت گردی کے نام پر خون ریزی کا جو بازار گرم ہے بے گناہ انسانوں کا جو قتل عام اس ملک میں کچھ وقت سے شروع ہے کون سا انسان ہو گا جو اس دکھ میں متاثر نہ ہو آج تک حکومت اس کی حقیقت تک رسائی سے قاصر ہے لیکن ہر حکومت اپنی ناکامی کو چھپانے کیلئے فرقہ واریت کے سر ڈال رہی ہے جس کے لئے مدارس ہی کو مورد الزام ٹھہرایا جا رہا ہے۔ حالانکہ آج تک حکومت کسی دینی مدرسہ سے اسلحہ برآمد کرنے کا ثبوت پیش نہیں کر سکتی بلکہ علماء کرام آئے دن یہی قرار دادیں پاس کر رہے ہیں جو مدارس دہشت

...میں ملوث پائے گئے تو حکومت کو اس کے خلاف مکمل کاروائی کا حق حاصل ہے لیکن
اس بہانہ سے مدارس عربیہ کو تنگ کرنا دینی دشمنی کے مترادف ہے۔ ظاہر ہیکہ فرقہ
...کے حوالہ سے دہشت گردی میں جب مدارس کا تذکرہ ہو تو لوگوں کے اذہان میں کیا
...باقی رہے گی۔ اس کے ساتھ ساتھ نصاب پر بے جاہ اعترضات اور اس میں کیڑے
...لوگوں کو یہ باور کرایا جاتا ہے کہ مدارس عربیہ کے پڑھے ہوئے معاشرہ سے
...نہیں رکھتے اور نہ یہ لوگ عصری تقاضوں کو جانتے ہیں اس لئے ان مدارس میں
...ت کے سوا اور کچھ نہیں۔

...کچھ لوگوں کا قلم صرف اس لئے وقف ہے کہ وہ مدارس عربیہ کی کمزوریاں اور
...یاں گن گن کر لوگوں کو بدظن کرائیں، سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں کیا کچھ
...ہوتا لیکن عموماً اس سے چشم پوشی کرکے کسی ایک آدھ مدرسہ میں ایک استاد کا اپنے
...شاگرد کو مارنے کا واقعہ اخبارات کی زینت بنا کر بین الاقوامی ادارے نشریات اس کو
...سی جگہ دے کر انسانی حقوق کے منافی قرار دیتے ہیں اور اس کے خلاف پوری شیطانی
...ی حرکت میں آتی ہے اس مشکل کے مقابلہ کے لئے ہمارے علماء کرام کو بیدار مغزی
...ری کام لینا ہوگا نصاب کو عصری تقاضوں کے ہم آہنگ بنا کر احتیاطی تدابیر اختیار کرنا ضروری
...عامۃ المسلمین کی اصلاح کی فکر لے کر پورے عالم کی ہدایت کے لئے محنت کرنا
...ے اور پوری عالم اسلام کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کی کوشش ہو تاکہ فرقہ واریت
...سیاہ دھبہ سے سفید دامن داغدار نہ ہو اور نہ کسی فرقہ واریت کے حوالہ سے ان کا نام
...ئے۔

(...) مالی مشکلات سے دوچار کرنا

...کچھ مدت قبل خاص مقاصد کی تکمیل کے لئے حکومت زکوٰۃ کے نام سے سود منہا
...کے جمع کرتی رہی اس کا کچھ معمولی حصہ مدارس کو دیا جاتا تھا اگرچہ مدارس کی یہ غلطی
...ل معافی ہے کہ مدارس نے حکومت کی امداد کیوں قبول کی آج کے اکثر مشکلات اس کے
...ا کردہ ہیں جن مدارس نے حکومت کی رقوم قبول کرکے مدارس میں فسادات کے ایسے
...وازے کھول دیئے جن کا بند ہونا مدتوں تک دور دکھائی دیتا ہے اگرچہ حکومت نے ابھی وہ

Scanned with CamScanner

معمولی حصہ بھی مدارس پر بند کر دیا ہے لیکن اس کے ذریعہ عوام الناس کو یہ باور
حکومت مدارس کی سرپرستی کر رہی ہے خود حکومت مدارس کو رقم دے رہی ہے لہٰذا
طور پر مدارس کے امداد کرنے کی ضرورت نہیں جو لوگ مدارس کی امداد کرتے رہے
حوصلہ شکنی کی جاتی گذشتہ حکومت نے تو یہاں تک اعلان کیا کہ ان لوگوں کو معلوم
جو مدارس کو چندہ دیتے ہیں ۔ اگر بیرون ملک کچھ خیراتی ادارے کسی مدارس کا تعاون
تو حکومت نے سختی سے ان کو منع کیا اگرچہ حکومت کے ان اقدامات سے مدارس عربیہ
کردار پر کوئی خاص اثر نہیں پڑا لیکن وقتی طور پر مشکلات پیدا کرکے مدارس کو بے
امتحان میں ڈالنے کی کوشش کی گئی ورنہ مدارس کی ضروریات اللہ تعالیٰ دست غیب سے
فرماتے ہیں ۔

(س) بے جاہ مداخلت

آئے دن مختلف ایجنسیوں کا مدارس کو بے جاہ تنگ کرنا بھی اس تحریک کا ایک
ہے کبھی ریکارڈ چیک کرنے کا بہانہ ہوتا ہے کبھی غیر ملکی طلباء کے بارے میں معلومات کا
بنا کر بے سرو پا سوالات پوچھے جاتے ہیں ۔ اگرچہ دشمنان اسلام اپنی محنت میں سرگرم
ہے اور ہمارے نا عاقبت اندیش حکمران اور یعنی سادہ لوح مسلمان اس کے لئے آلہ کار
ہوئے ہیں لیکن ان کو کبھی کامیابی نہیں ہوگی یہ میدان مدارس عربیہ کا ہے اور ان کا
۔

اگر مادہ پرستوں کو یہ خوش فہمی ہو کہ مدارس عربیہ اونچی اونچی فلک بوس عمارتوں
نام ہے یا اعلیٰ گریڈ کے اساتذہ کے مراعات اور تنخواہوں سے یہ گلشن آباد ہے تو اس
کوئی شک نہیں کہ ایسے مدارس حکومت سے مرعوب ہو سکتے ہیں سرکاری امداد بند
سے ان کی تعلیمی سرگرمیاں ماند پڑ سکتی ہیں اساتذہ کی مراعات ختم کرنے سے اس
رعنائی اور ترو تازگی ختم ہو سکتی ہے ۔ لیکن اگر مدرسہ باکردار استاد کے بے لوث
خدمت دین اور وفادار شاگرد کے جذبہ نسبت تلمذ سے عبارت ہو ۔ تو پھر آسمان کی
اور زمین کے وسیع فرش نہ اس سے کوئی چھین سکتا ہے اور نہ یہ کسی مخلوق کی دسترس
ہے یوں اگر حسین عمارتوں کے بنے بنائے دروازے طلباء پر بند ہوں تو ہر سایہ دار

[illegible]

(والعصر ان الانسان لفی خسر)

زبان خلق

○ [illegible]

[illegible]

○ [illegible]

[illegible]

وغیرہ

محاسن القرآن

میرے شیخ حضرت مولانا غلام اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے قرآن فہمی کا خاص ملکہ عطا فرمایا تھا آپ واقعی اپنے شیخ حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ کے علوم و مارف کے امین تھے ۔ چونکہ آپ حضرات توحید کے مسئلہ پر گہری نظر رکھتے تھے اس لئے سورتوں کے ربط بیان کرتے وقت مسئلہ توحید زیادہ منظور نظر رہتا ہے ۔ انداز بیان میں یوں کیفیت رہتی جیسا کہ قرآن میں صرف اور صرف مسئلہ توحید کا بیان ہے ۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ ربط معنوی مفسرین عام طور پر بیان کرتے ہیں لیکن ربط نامی میرے شیخ کی خوبی ہے ۔

ربط نامی

سورۃ بقرہ اور سورۃ فاتحہ کے باہمی ربط نامی کے بارے میں فرمایا کہ نزول قرآن کے وقت مشرکین مکہ کے علاوہ یہود و نصاریٰ بھی معاشرہ میں خاص مقام کے دعویدار تھے ۔ مشرکین مکہ بے شمار دیوتاؤں کی الوہیت کے قائل تھے اور رات و دن ان کے سامنے سر بسجود رہتے ان کی عبادت کرتے اور مدد مانگتے ۔ لیکن یہود میں شرک کی دوسری قسموں کی ترویج کے علاوہ گوسالہ پرستی بھی غالب رہی ان کی طبیعتوں میں گائے کی عبادت کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کا کوہ طور پر جانے کے وقت سامری نے ان کو بچھڑے کے سامنے سجدہ میں گرا کر کہا " ھذا الھکم و الہ موسیٰ فنسی " یہ تمہارا معبود ہے اور موسیٰ کا معبود ہے وہ اس کو بھول گئے اور عیسائیوں میں آل عمران یعنی حضرت عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام اور آپ کی پاک دامن ماں حضرت مریم کی الوہیت کا عقیدہ بھی کسی سے مخفی نہیں ۔ یہی لوگ آسمانی کتاب کا دعویدار بن کر شرک کی موذی بیماری میں

گویا مشرکانہ عقیدہ میں مشرکین مکہ اور اہل کتاب آپس میں گہری مشابہت رکھتے
ونوں سورتوں کے ربط نامی میں یہی ان کا باہمی تعلق کار فرما ہے کہ مسلمانوں کو اللہ
بادت کا حکم دے کر دوسرے تمام بے بنیاد اور باطل عقائد سے بے زاری کا سبق
سورۃ فاتحہ میں مثبت پہلو کی نشاندہی کی گئی اور سورۃ بقرہ و آل عمران میں منفی پہلو
یا گیا۔ حضرت شیخ اس سے یوں تعبیر فرماتے۔

اک نعبد و ایاک نستعین (فاتحہ) ولا نعبد ولا نستعین البقرہ
ملت الیہود (البقرہ) ولا نعبد ولا نستعین آل عمران کما
لنصاری (آل عمران)

نوی

نوی اعتبار سے سورۃ بقرہ کا سورۃ فاتحہ سے گہرا تعلق ہے جس کی چند پہلو مندرجہ

) سورۃ فاتحہ میں اللہ تعالیٰ کے دربار میں "صراط مستقیم" کے لئے درخواست دی
تحہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں درخواست تھی اور سورۃ بقرہ اس درخواست کا رد عمل
ں میں "صراط مستقیم" دکھلایا گیا۔ "ذلک الکتاب لاریب فیہ" یہی
ں کتاب تمہارے لئے مشعل راہ ہے۔ یہی سیدھی راہ ہے۔ اس پر چلتے ہوئے
نہیں ہوں گے۔

ب) معنوی اعتبار سے یہ بھی ایک مناسبت ہے کہ سورۃ فاتحہ میں تین جماعتوں یعنی
علیہم "مغضوب علیہم" اور "الضالین" کا اجمالی تذکرہ تھا
بقرہ میں ان تین جماعتوں کا تفصیلی جائزہ لیا گیا۔ ان کے عقائد' افکار و نظریات اور
خروی نتائج خوب کھول کر بیان کئے گئے۔ چنانچہ چھٹی آیت تک منعم علیہم کا بیان'
الا آیات میں مغضوب علیہم اور اس کے بعد تیرہ آیات میں "الضالین" کا تفصیلی
گیا۔ گویا ابتدائی دو رکوع ان تین جماعتوں کے تذکرہ پر مشتمل ہیں۔
(ج) سورۃ فاتحہ میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی تعلیم اجمالی طور پر دی گئی لیکن سورۃ

بقرہ میں توحید کا مسئلہ خوب کھول کر بیان کیا گیا۔ شرک کی جن قسموں میں معاشرہ پھنسا ہوا
تھا وہ چن چن کر بیان کئے گئے۔ اگر اعتقادی اعتبار سے لوگ اس میں مبتلا تھے یا
مجبوریوں کی وجہ سے شرک فعلی میں لوگ پھنسے ہوئے تھے تو مسئلہ توحید پر دلائل قائم
کر مختلف انداز میں شبہات کا ازالہ کیا گیا۔

(د) یہ بھی ایک مناسبت ہے کہ سورۃ فاتحہ پورے قرآن کی اجمالی فہرست ہے
جو مسئلہ بیان ہو رہا ہے اس سورۃ میں اجمالی طور پر اس کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔ اس
قرآن کی ہر سورۃ کے مضامین کا اگر جائزہ لیا جائے تو وہ مضامین اجمالی طور پر اس سورۃ
مندرجات میں سے ہوں گے۔

سورۃ البقرہ کے مضامین کا اجمالی تذکرہ

حضرت شیخ کی نظر پوری سورۃ پر رہتی وہ سورۃ کے مضامین کا اجمالی جائزہ لے
خلاصہ صورت " کے نام سے بیان کرتے اور اس کا اہتمام فرمائے کہ شاگرد کو ہر سورۃ
خلاصہ یاد ہو اگرچہ یہ کوئی منصوصی مسئلہ نہ تھا لیکن قرآن فہمی کے خاص ذوق کو مدنظر رکھتے
ہوئے خلاصہ بیان کرنے کے بعد جب سورۃ کی تفصیل بیان فرماتے تو آیات کا باہمی تعلق
خلاصہ سورۃ کی روشنی میں ہوتا۔ ایک آیت کا دوسری آیت سے مناسبت بھی بیان کرتے
لیکن زیادہ تر اجمالی مضامین منظور نظر رہتے۔

" سورۃ البقرہ " کے مضامین کے بارے میں فرمایا ویسے تو ہر ایک آیت میں آپ کو
ایک نہیں کئی علوم ملیں گے اور ایک آیت سے ماہرین فن کئی قسم کے مسائل اخذ کرتے
ہیں۔ لیکن پھر بھی اس سورۃ کا مرکزی مضمون اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا تذکرہ یعنی مسئلہ توحید
ہے۔ اس مسئلہ پر سورۃ میں تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ پھر مسئلہ توحید کی اہمیت اس
وقت واضح نہیں ہوتی جب تک اس کے ساتھ حضرت رسول اللہ ﷺ کی رسالت کا
تذکرہ نہ ہو۔ کیونکہ توحید کی وہی تعبیر معتبر ہے جو زبان رسالت سے ہو ورنہ زبان رسالت
کے بغیر خود ساختہ تعبیرات سے ہدایت پانا ممکن نہیں یوں توحید اور رسالت کے بیان سے
کلمہ توحید کی حقیقت اور راز انسان پر کھلتی ہے۔ پھر توحید و رسالت کی دعوت کا مسئلہ

مشکل ترین مرحلہ ہے جو مسلمانوں سے قربانی مانگتا ہے۔ اس لئے ان دو مسائل کے ساتھ ساتھ جان و مال کی قربانی یعنی۔ جہاد فی سبیل اللہ اور انفاق فی سبیل اللہ کی اہمیت بھی کچھ کم نہیں۔

ان مسائل کو مد نظر رکھتے ہوئے سورۃ البقرہ کے دو حصے ہیں۔ پہلا حصہ ابتداء سورۃ سے لے کر آیت نمبر 177 "اولئک هم المتقون" پر ختم ہوتا ہے۔ پہلے حصہ میں توحید و رسالت کا تذکرہ ہوگا۔ جس میں آیت 123 تک تو خصوصیت سے توحید کا مسئلہ اور آگے رسالت کا مسئلہ بیان ہوگا اور دوسرے حصہ میں دوسرے دو مضامین یعنی جہاد اور انفاق فی سبیل اللہ یکے بعد دیگرے ساتھ ساتھ بیان ہوں گے۔

لیکن جہاد اس وقت تک ممکن نہیں جب مسلمانوں کے آپس میں انتظامات درست نہ ہوں۔ اگر مسلمان ایک دوسرے کے پیچھے لگے ہوئے ہوں تو باہمی اختلافات کی وجہ سے ان کی رہی سہی ساکھ ختم ہو کر کبھی دشمن کا مقابلہ نہیں کرسکیں گے۔ اس لئے ان چار مضامین کے علاوہ اس سورۃ میں "امور انتظامیہ" کا بیان ہوگا۔ تاکہ مسلمانوں کی جان و مال محفوظ ہو کر معاشرہ میں ان کی وقعت ہو اور جہاد کرتے وقت کسی باہمی انتشار کا خدشہ باقی نہ رہے۔

اور یہ طے شدہ بات ہے کہ معاشرہ اس وقت تک درست نہیں ہوگا جب تک اصلاح معاشرہ کی فکر نہ ہو۔ افراد کی اصلاح اور بہترین تربیت کے بعد قابل اطمینان معاشرہ معرض وجود میں آسکتا ہے۔ اس لئے امور انتظامیہ میں حسن کارکردگی کے نتائج کے حصول کے لئے اس سورۃ میں امور مصلحہ للنفس بھی بیان ہوں گے۔ ان کے علاوہ زجر، شکوے، تخویف دنیوی و اخروی کا بھی گاہے گاہے تذکرہ ہوگا۔ یوں اس سورۃ کے مضامین کا اجمالی خاکہ یوں ہے۔

(ا) توحید (ب) رسالت (ج) جہاد فی سبیل اللہ (د) انفاق فی سبیل اللہ
(ہ) امور انتظامیہ (س) امور مصلحہ للنفس (ص) شکوے، زجر، تخویفات وغیرہ

Scanned with CamScanner

مدارس عربیہ کا کردار

حضرت مولانا محمد حسن جان صاحب

ضبط و ترتیب ۔ مولانا ذاکر حسن نعمانی

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على رسوله اما بعد فا اعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمان الرحيم O قل هل يستوى الذين يعلمون والذين لا يعلمون O ۔ میرے محترم بھائیو ! کافی دیر سے آپ حضرات اس بابرکت مجلس میں تشریف فرما ہیں ہم سب نے طلبہ کرام کی تقاریر سنیں مجھے بے حد خوشی ہوئی چند باتیں میں بھی آپ کے گوش گزار کروں گا محترم سامعین ! فی زمانہ پاکستان میں تین قسم کے مدارس ہیں ہر مدرسہ کے اپنے اغراض ہیں ایک وہ مدرسہ ہے جس کو انگریزوں نے بنایا یعنی مشن سکول اور کالج مثلاً" سینٹ میری سکول اسی طرح ان کے دیگر سکول بھی ہیں صرف پشاور صدر میں چند گرجے ہیں اور ہر ہر گرجد میں ایک سکول ہے ان سکولوں میں ان کے مد نظر تین باتیں ہیں ان کا پہلا مقصد یہ ہے کہ ان سکولوں میں پڑھنے والے مالدار اور عہدہ دار لوگوں کے بچوں کو عیسائی بنایا جائے ۔ اگر عیسائی نہ بن سکیں تو کم سے کم پختہ اسلام اور ایمان بھی ان کے دل سے مٹا دیا جائے مجھے ایک دوست نے قصہ سنایا جو لندن میں مقیم تھا کہ لندن ٹیلی ویژن پر ایک دن اعلان ہوا کہ پشاور سے ایک سکالر آیا ہے اور وہ ٹی وی پر فلاں وقت میں تقریر کرے گا میرا خیال تھا کہ پشاور کا کوئی متشرع عالم ہو گا جب میں نے وقت مقررہ پر ٹی وی آن کیا تو ٹی وی سکرین پر ایڈورڈز کالج کے پادری نمودار ہوئے اس نے تقریر شروع کی اور کہا کہ ہمارے ہاں پشاور میں جب مسلمان لڑکے تعلیم کے لئے داخلہ لینے آتے ہیں تو ان کے ساتھ مصلیٰ بھی ہوتا ہے اور قمیص شلوار میں ہوتے ہیں اور ان کی فلم رپورٹ بھی بتلائی اور ان کے اندر آہستہ آہستہ جو تبدیلی آتی رہتی ہے یعنی عملاً" انگریز اور انگریزیت کی طرف قریب ہوتے جاتے ہیں یہ مناظر بھی دکھائے ان پادریوں کو یہاں ویٹکن سے ہدایات ملتی ہیں یہ ان کا مذہبی شہر ہے اٹلی کے اس شہر میں ان کا بڑا پادری موجود ہے جو اس وقت ان کے عقیدہ کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ سلام کا دو سو اٹھاسٹواں نائب ہے ہمارے ملک کے ان مالدار لوگوں کا پیسہ جو سکولوں میں بھاری فیس کی شکل میں ادا کیا جاتا ہے اس مشن پر صرف ہوتا ہے یہ ان کا دوسرا مقصد ہے تیسرا مقصد

Scanned with CamScanner

کا یہ ہے کہ ان سکولوں اور کالجوں سے فارغ ہونے والا پاکستان کا وزیر اور ممبر اسمبلی بنے
اور یہ لوگ ملک کا قانون ہماری مرضی کے مطابق بنائیں گے اور اس کے مطابق ملک
ں گے اس مقصد میں بھی عیسائی کامیاب ہیں ہمارا طبقہ اقتدار انہی اداروں کا پروردہ ہے
ے اسلام اور اسلامی نظام کے نفاذ کی توقع رکھنا ایسا ہے کہ آسمان میں بالکل بادل نہ ہو
ف صاف ہو اور کوئی بارش کی امید رکھے ایسے لوگوں سے جب اسلام کی بات کی جائے تو
ں حیرت سے علماء کرام کے چہروں کی طرف تکتے ہیں کہ یہ مولوی حضرات کیا کہتے ہیں ایک
ہ کا ذکر ہے کہ کسی مدرسہ کی بنیاد رکھی جا رہی تھی تو ایک گورنر صاحب نے کہا کہ یہ
سہ کیوں بنا رہے ہو اس کی کیا ضرورت ہے میں جس زمانہ میں مدینہ منورہ میں تھا تو
ے علاقہ کے ایک وکیل صاحب مسجد نبوی میں ملا اور مجھ سے سوال کیا کہ کیا حضورؐ اکبر
اہ کے دور حکومت میں پیدا ہوئے تھے میں سمجھا شاید مذاق کر رہا ہے حالانکہ وہ اپنے
ل میں بڑا سنجیدہ تھا میں نے اناللہ پڑھی کہ اکبر بادشاہ کا شمار تو مسلمان بادشاہوں میں ہوتا
وہ تو امتی ہے تو نبی امتی کے دور میں کیسے پیدا ہوا میں نے اس سے سوال کیا کہ آپ
اتنی تعلیم کہاں سے حاصل کی آپ کو ابھی تک یہ بھی معلوم نہیں ۔ اس نے کہا کہ میں
ایبٹ آباد کے ان مشن سکولوں اور کالجوں میں پڑھا ہے ہمیں تو انگریز مفکرین کی تاریخ
ائی گئی ہے اور حضور ﷺ کے بارے میں کچھ نہیں پڑھایا گیا۔ ایسی درسگاہوں سے
غ ہونے والے ملک و قوم اور دین کی حفاظت نہیں کرسکتے ۔ کیا یہ لوگ ناموس رسالت
حفاظت کرسکتے ہیں مجھے بڑا رنج ہوتا ہے جب پشاور کی ہر دکان پر انگریزی میں لکھے ہوئے
ن بورڈ کی طرف دیکھتا ہوں ۔ ہائے افسوس ہماری اپنی تہذیب کہاں چلی گئی ہماری اپنی
ن اور ثقافت کہاں کھو گئی میں دو مرتبہ بنگال گیا ہوں وہاں انگریزی کا نام ونشان ہی نہیں
ں جگہ انگریزی لکھی ہوئی نظر نہیں آتی لیکن یہاں ہر جگہ انگریزی لکھی ہوئی نظر آئے گی
ہ لندن سے آئے ہوئے نو وارد انگریزوں کو کسی قسم کی مشکل کا سامنا نہ کرنا پڑے لندن
ں کا خیال تو ہے لیکن اپنی قوم کا خیال نہیں کہ ان کو انگریزی پڑھنے میں کتنی دقت ہوتی
یہ انگریزی مشن کا نتیجہ ہے دوسری قسم ان سکولوں کی ہے جو روزگار اور معاش کے لئے
ف افراد مہیا کرتے ہیں جتنے گورنمنٹ اور پرائیویٹ سکول ہیں ان کا مقصد صرف پیٹ کی
ت ہے ان درسگاہوں میں قدرے تعلیم حاصل کرکے پیٹ کی خدمت میں مصروف ہو

Scanned with CamScanner

جاتے ہیں۔

تعلیم حاصل کرنے کے بعد روٹی، کپڑا اور مکان کی زبردست فکر اور دوڑ شروع ہو جاتی ہے اس کے علاوہ کوئی مثبت سوچ نہیں ہوتی انگلش میڈیم سکولوں کی بہتات ہے بچوں کو انگریزی لباس اور ٹائی کا دلدادہ بنا دیا۔ سارا زور انگریزی سیکھنے پر دیا جاتا ہے ان بچوں کو سادہ لوح قسم کے لوگ ترقی یافتہ سمجھتے ہیں انگریزی کے علاوہ اسلامیات وغیرہ نہیں پڑھاتے۔ مردان کے ایک نواب انگریزی اخبار پڑھ رہے تھے مجھ سے کہنے لگے میں اردو زبان میں صرف اپنا نام لکھ سکتا ہوں اس کے علاوہ مجھے اردو بالکل نہیں آتی انہوں نے صرف انگریزی سیکھی تھی۔ ان بڑے لوگوں کی اولاد پیدا ہوتے ہی پادریوں کی گود میں تربیت کے لئے پہنچ جاتی ہے جس کی وجہ سے ان بچوں کا کھانا پینا اور گہنا انگریزی تہذیب کے مطابق ہوتا ہے ایسے لوگ ملک و قوم اور دین کی کیا خدمت کریں گے اور اب تو ان تعلیم گاہوں سے فارغ ہونے والوں کو روزگار بھی نہیں مل رہا چند سال پہلے لیڈی ریڈنگ ہسپتال پشاور کے سامنے ڈاکٹروں کی بھوک ہڑتال تھی میں نے پوچھا کیا وجہ ہے کہنے لگے کل ایک سو ستر خالی پوسٹیں ہیں اور سترہ سو ڈاکٹر بے روزگار ہیں جن کو روزگار ملتا ہے وہ بھی بھاری رشوت ادا کرنے کے بعد پھر ان کو بھی حکومت بدلنے کی وجہ سے نوکری سے ہاتھ دھونا پڑتا ہے یہ تو دوسرے قسم کے سکول کا حال تھا۔

تیسری قسم مدارس کی یہ دینی مدارس ہیں جس میں فقراء تعلیم حاصل کرتے ہیں یہاں صحیح اسلامی عقائد کی تعلیم کے علاوہ طلبہ کے اخلاق پر توجہ دی جاتی ہے صحیح تعلیم و تربیت ان درسگاہوں میں تو اول تعلیم مفت دی جاتی ہے اور اگر کہیں مجبوراً" فیس مقرر ہے تو وہ پوری کی پوری ان ہی بچوں پر خرچ ہو جاتی ہے یہاں اگر ایک بچہ لیکن سو روپیہ ماہانہ ادا کر بھی دے تو اس کے مقابلہ میں عصری سکول کے ایک بچہ کی صرف ٹیوشن فیس اس سے کئی گنا زیادہ ہوتی ہے میں اگر یہ بات قسمیہ کہوں تو بے جانہ ہو گی کہ ان مدارس میں ملک و قوم کے خیر خواہ پیدا ہوتے ہیں یہ علماء اللہ کو محبوب ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث ہیں تو کیسے ملک و قوم کے بد خواہ ہوں گے یہاں سے فارغ ہونے والے تین میدانوں میں خدمت کرتے ہیں پہلا میدان حکومت و سیاست ہے علماء کرام اسلامی نظام کے قیام کے لئے کوشش کرتے ہیں ان کی وجہ سے دین کو تقویت ملتی ہے علماء دیو بند کی قربانیاں سب کے

اور ان کو صحیح مسلمان بنا کر ان میں اسلامی تعلیم اور عمل کی صحیح روشنی پھیلاؤ۔
ہاں الحمد اللہ ماں بہن کی تمیز ہے - یہ کالجوں میں یعنی مدارس اور علماء کی برکت
دان جس میں اسلامی مدارس کا بڑا اہم کردار ہے وہ نجی اور ذاتی زندگی ہے انسان
ں ہوتا کسی کو ایذا نہیں دیتا ہے خوش اخلاق ہوتا ہے اس سے کسی کو تکلیف نہیں
احکامات کا عامل ہوتا ہے اگر ملک کے اندر آپ کو کہیں خوش اخلاق اور خوب
آرہا ہے تو یہ ان اسلامی مدارس میں پڑھنے والے فقراء کی برکت ہے یہاں ایک
ہوتا ہے کہ یہ مدارس جب ان تین میدانوں میں اونچا کام کر رہے تو یہ سب کچھ
اور فقرا کی حالت میں کیسے کیوں کر ہو رہا رہے حالانکہ سکولوں اور کالجوں کی
خرچوں کو دیکھو وجہ یہ ہے کہ علماء اور طلبہ کرام انبیاء کرام کے وارث ہیں اور
ی ساری فقروالی تھی وہ بادشاہ اور امراء نہ تھے اگر انبیاء بادشاہ ہوتے تو سب لوگ
لے آتے لیکن اغراض مختلف ہوتے کیونکہ بادشاہوں کی طرف ایک ہر ایک لپکتا
ں مدارس کے اندر فقراء نہ ہوں تو یہاں فارغ التحصیل کو بڑا عہدہ ملتا تو ہر ایک
کو یہاں داخل کرتا پھر تو اخلاق نامی شے دنیا سے عنقا بن جاتی ان مدارس کے
ا اللہ کی دوستی اور حضورؐ کی میراث کی خدمت ہے لیکن پھر بھی نیت سے لوگ
ے خلاف ہیں بعض لیڈروں سے تو سنا گیا ہیکہ اسلام تو چاہتے ہیں لیکن علماء
نہیں انہوں نے سوچا نہیں کہ اگر علماء تمہیں اچھے نہیں لگتے تو اسلام کے بارے
ت کس سے حاصل کرو گے کیا جواہر لعل نہرو اور گاندھی سے اسلامی تعلیمات سیکھو
جریر طبری اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ہم چند رفقاء تھے ایک علاقہ میں۔ قرآن مجید
ے تھے ہمارے ساتھ خرچہ ختم ہوا ہم نے وہاں سے واپسی کا ارادہ ر دل میں
دوبارہ کچھ رقم ہاتھ آگئی تو ایک بار پھر پڑھنے کے لئے آجائیں گے لیکن اس علاقہ
یہودی دکاندار تھا جس سے ہم سودا سلف خریدا کرتے تھے ہمیں راستے میں وہ
ندار ملا اس نے پوچھا کہاں چل دیئے ہم نے جواب دیا کہ رقم نہ ہونے کی بناء پر
واپس جا رہے ہیں اس یہودی نے کہا کہ اگر واقعی یہی مسئلہ ہے تو آپ لوگ وطن
جائیں آپ کو جس چیز کی ضرورت ہو وہ دکان سے لے جایا کریں ہم نے کہا کہ آپ
ا اور ہم مسلمان ہیں ایسا نہیں ہو سکتا اس نے کہا کہ میں خدا اور رسول اور قیامت

۳۰۔۳۳

سامنے ہیں انگریزوں نے چودہ ہزار علماء کو شہید کیا تھا ہماری مخالفت انگریزوں کی گوری چمڑی
کیساتھ نہ تھی۔ ان کی میموں کے ساتھ دشمنی نہ تھی ان کے تعمیری کاموں کے ساتھ بھی نہ
تھا۔ بلکہ ساری جنگ ان کی تہذیب اور نظام سیاست کے ساتھ تھی انگریزوں کو کس نے ما
بھگایا یہ صرف علماء تھے ٹھیک ہے ان کے ساتھ اور لوگ بھی شامل تھے۔ لیکن علماء کا مقصد
اللہ کی رضا تھا اور دیگر لوگوں کی نہ معلوم کیا کیا اغراض تھیں آج دیکھ لیں افغانستان میں جن
علاقوں میں علماء کرام کی حکومت ہے وہاں چین و سکون ہے ایک باعزت ماحول ہے وہاں
لوگ انتہائی خوش ہے اس طرح اسلامی نظام کے قیام کے لئے علماء نے پہلے بھی قربانیاں دیں
اور اب بھی کوشاں ہیں خدا کی قسم اسلامی نظام کے قیام کے ساتھ عدالتی جھنجھٹوں
اور چکروں سے جان چھوٹ جائے گی معمولی قسم کے کیس میں سالوں تک عدالت سے جان
نہیں چھوٹتی ملک کے اندر جتنی بے اعتدالیاں ہیں ان کو نہ امریکہ کا قانون درست کر سکتا
ہے اور نہ برطانیہ اور پاکستان کا بلکہ ان کا واحد علاج اسلامی قانون ہے علماء کرام کی خدمت کا
دوسرا میدان معاشرہ ہے اسلام ہمیں سکھاتا ہے کہ یہ ماں ہے یہ باپ ہے اور فلاں فلاں ان
کے حقوق ہیں۔ یہ پڑوسی ہے اور یہ اس کے حقوق ہیں یہ ساری خدمت علماء کرتے ہیں
جن ممالک میں علماء نہیں ان کے حالات دیکھ اور سن کر انسان کو رونا آتا ہے ان کی حالت
بڑی قابل رحم ہے یورپ میں دیکھو کیا ہو رہا ہے برطانیہ میں 1966ء سے یہ قانون بنا ہے کہ ہم
جنس پرستی جرم نہیں، بلکہ یورپ کے تمام ممالک میں ایسا ہوتا ہے یورپ والوں نے قاہرہ
میں ایک کانفرنس "الانسان والتنیمہ" منعقد کی تھی کہ آبادی بڑھ رہی ہے کانفرنس کا
مقصد یہ تھا کہ اسلامی ممالک میں بھی یہ گندہ قانون رائج ہو جائے اس بنا پر کانفرنس کے لئے
اسلامی ملک قاہرہ کا انتخاب کیا اور عجیب عجیب بحثیں ہوئیں کہ اگر ایک انسان شادی نہ
کرے اور وظیفہ زوجیت کسی حیوان کے ساتھ پورا کر لے تو اس میں کیا قباحت ہے یورپ
کے گرجوں سے کتا اور عورت ایک ساتھ نکلتے ہیں کہ ان کی آپس میں شادی ہو گئی ان کی
سرکسوں میں سرعام انسان اور حیوان کی ایک دوسرے کے ساتھ بے حیائی کے مناظر دکھائے
جاتے ہیں نکاح میں ماں بیٹی کی تمیز نہیں۔ ماں بیٹی ایک آدمی کے نکاح میں ہوتی ہیں میں نے
جنوبی افریقہ میں دیکھا کہ زنا قانوناً" جرم نہیں۔ عورتوں نے اس کے لئے درخواستیں دی
تھیں مرد اور عورتیں بغیر نکاح کے زندگی ...

ہوں اور اپنے دین پر قائم ہوں۔ آپ کو میرے دین سے کیا کام اپنی ضرورت پوری
ہم نے سوچا کہ چلو قرض سودا خرید اکریں گے بعد میں قرضہ ادا کر دیں گے۔ تین
بعد جب ہمارے اسباق ختم ہوئے تو ہم نے یہودی سے جا کر کہا کہ ہم وطن واپس جا
ور آپ کا قرضہ بھیج دیں گے اس نے کہا کہ میں نے آپ کو سودا قرض نہیں دیا بلکہ
نام پر دیا جاؤ اپنا کام کرو یہ عالم اپنا قصہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار ہمیں حج پر جانے
ہوا میں نے اس یہودی کو مطاف میں ذکر کے اندر مشغول دیکھا میں نے اپنے ساتھ
کہ یہ تو فلاں یہودی معلوم ہوتا ہے یہ یہاں کیسے پہنچ گیا کیونکہ کافر تو یہاں نہیں آ
ے دوست نے بھی اس کو پہچان لیا ہم نے جا کر اس کے ساتھ علیک سلیک کرکے
کیا آپ فلاں یہودی ہیں اس نے کہا ہاں لیکن اب مسلمان ہوں۔ وہ کیسے کہنے لگا
لوگوں کی برکت سے پھر اپنا قصہ سنایا کہ میں جو رقم آپ پر خرچ کرتا تھا تو وہ اپنے
ی عقیدے کے مطابق تھا ہمارے یہ عقیدہ ہے کہ بہترین صدقہ وہ ہے جو ان لوگوں
ائے جو آسمانی علوم حاصل کرتے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ ہماری کتاب پڑھنے والا تو
نہیں اور یہ لوگ بھی ایک اچھی آسمانی کتاب پڑھ رہے ہیں لہٰذا یہ رقم ان پر کیوں
کی جائے وہ یہودی اس عالم سے کہنے لگا کہ آپ جب وطن واپس چلے گئے تو میں نے
یکھا کہ حضور ﷺ ہمارے گھر تشرفف لائے ہیں اور مجھ سے فرمایا کہ مبارک
ے ایمان کا فیصلہ ہو چکا ہے خواب سے بیداری کے بعد بڑا خوش تھا اور بیوی سے
ج رات خواب دیکھا کہ مسلمانوں کے نبی ﷺ ہمارے گھر تشریف لائے تھے
کی خوش خبری دی ہے بیوی خواب سنتے ہی رو پڑی کہ یہی خواب میں نے بھی دیکھا
ہ گھر کے سترہ افراد ایک عالم کے ہاتھ پر مسلمان ہو گئے اور اب حج پر آنے کی توفیق

اللہ کے دین اور اللہ کی کتاب پڑھنے والوں کی امداد سے دنیا و آخرت دونوں منور
ہیں عام لوگوں کو اللہ کے نام پر دینے میں بھی ثواب مل جاتا ہے مگر اس صدقے کا
ندوں تک محدود رہتا ہے اور دینی طالب علموں پر خرچ کرنے کا فائدہ ان کی زندگی
ہے اور اس سے صرف خرچ کرنے والوں کو نہیں بلکہ پوری امت کو فائدہ پہنچتا
داد دینے والوں کیلئے صدقہ جاریہ رہتا ہے۔

دار الافتاء

مفتی غلام الرحمٰن

لاپتہ شخص کی جائیداد غیر منقولہ کی فروخت

حضرت المحترم مولانا مفتی غلام الرحمان صاحب دامت معالیہ

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ مسئلہ ذیل پر براہ عنایت اپنی تحقیق انیق سے راہنمائی فرماویں عنایت ہو گی

یہ تو عام طور پر معلوم ہے کہ زوجۂ مفقود سے متعلق اکابر علماء ہندوپاک نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر عمل کرنے اور کرانے کا فتویٰ دیا ہا ہے جس کی تفصیلات الحیلۃ الناجزہ میں چھپ چکی ہیں لیکن ترکہ کے متعلق احناف کے نزدیک جیسا کہ مفید الوارثین میں یہی ہے وہی سابق حکم برقرار ہے کہ جب تک مفقود کی عمر نوے سال تک نہ پہنچ جائے اسے زندہ سمجھا جاوے گا اسکے بعد اس کا ترکہ اسکے اسوقت کے ورثاء میں حسب حصص تقسیم کیا جا سکے گا جس وقت مابہ الفرق یہی لکھا گیا ہے کہ زوجۂ مفقود کے نان نفقہ کا طویل عرصہ تک انتظام بہت مشکل ہو گا اور ساتھ ہی طویل مدت تک اس کا عفت سے رھنا اس سے زیادہ مشکل ہے باقی رہے مالی ترکہ تو وہ امانت رکھدیا جا سکتا ہے۔

سوال یہ ہے کہ امانت کون رکھے اور موجودہ معاشرہ میں کس امین پر اعتماد کیا جائے زیورات یا نقد رقوم اگر بینک وغیرہ میں مفقود کے نام سے رکھے جاویں تو موجودہ ضوابط اور قوانین میں نوے سال کی مدت پوری کرنے اور پھر اس وقت کے اس کے شرعی ورثاء کو ادا کرنے کی ذمہ داری وہ کس قانون کے ماتحت اٹھا سکتا ہے نہ موجودہ قوانین میں متعین ورثاء شرعی ورثاء کے مطابق ہیں اور نہ شرعی مدت تک انتظار کرانے کی ذمہ داری بینک اٹھا سکتا ہے وہ اپنے اصول کے مطابق ادائیگی کا پابند ہو گا بلکہ زیورات اور نقد رقوم وغیرہ سے متعلق کہیں کہیں سامنے آئے یہی نہیں اس سلسلہ میں

جس کی لاٹھی اس کی بھینس کے قاعدہ پر عمل ہوتا رہتا ہے الا ماشاء اللہ

عموماً" جس کی لاٹھی اس کی بھینس ...
اس وقت دو کیس یکے بعد دیگرے تقریبا" تین چار ماہ کم و بیش کے فاصلے پر احقر کے سامنے مفقود کے رہائشی مکان کے سلسلہ میں آئے ہیں۔ پہلے کیس میں ترکہ کے مذکورہ ضابطہ کہ مفقود کی عمر "نوے سال" سے پہلے کسی کو اس کا وارث قرار نہیں دیا جا سکتا کے باعث وہ مکان گر کر ضائع ہو رہا ہے چوروں کے ہاتھ سے جو ملبہ گیا ہو گا وہ بارشوں کی بھینٹ نذر ہو رہا ہے خطرہ ہے کہ پھر صحن وغیرہ پر ہمسایوں کا قبضہ ہو جاوے گا۔ جس سے متوقع ورثاء اور غاصبین یا خود ان کے درمیان کشت و خون کا خطرہ بھی بعید از امکان نہیں اس پر غور فرماویں کہ اس مشکل کو حل کرنے کا شرعی قابل عمل طریقہ کیا ہو سکتا ہے اس قسم کے دوسرے کیس بھی سامنے آسکتے ہیں دوسرے کیس پر احقر نے بطور مشورہ کے ان کو ایک صورت بتائی چنانچہ انہوں نے اس پر عمل کیا اور بظاہر وہ مکان چوروں اور بارشوں کی دست برد سے محفوظ ہو گیا اور کسی قدر مفقود یا بصورت دیگر اس کے تکمیل مدت کے بعد کے ورثا کا حق بھی محفوظ سا ہو گیا۔ اگر صحیح معلوم ہو تو فبہا ورنہ چونکہ اس قسم کے کیس عامتہ الوقوع جیسے ہیں اس لئے فقہا وقت سے مشورہ کے بغیر اطمینان سے شرعی فیصلہ دینا مناسب نہیں معلوم ہوتا۔

احقر کا مشورہ یہ تھا کہ قابض یا قابضین جو ایک حد تک متوقع وارثین کہلائے جا سکتے ہیں۔ (واضح ہے کہ اس دوسرے کیس میں مفقود کی تقریبا" ستر سال عمر گزر چکی ہے)

اس کو فروخت کر دیں اور رقم اس وعدہ اور ضمانت سے وصول کریں کہ جب مالک یا وقت پر اس کے وارث ظاہر ہو جاویں گے تو مطابق حکم شریعت کے ان کا حق ہم ان کو ادا کرنے کے ذمہ دار ہیں۔ جس کی صورت ایسے اسٹامپ کا لکھ دینا ہے جس کے مطابق عدالتوں میں اس کو قبول کیا جا سکتا ہو۔ یعنی وہ یہ نہ سمجھیں کہ ہم بحیثیت وارث مفقود کے اس مکان کو بیچ رہے ہیں بلکہ مفقود کے مال کی حفاظت اور ضیاع سے بچانے کیلئے اس کو فروخت کر رہے ہیں۔

میرے اس مشورہ کی بنیاد فقہاء کرام کے درج ذیل تصریحات اور فقہی جزئیات ہیں۔

شامی صف 241 اور صف 242 میں ہے للقاضی ایداع مال غائب و مفقود وله اقراضه و بیع منقوله اذا خیف تلفه و لم یعلم مکان الغائب لالو علم۔(صورت مذکورہ یعنی دوسرے کیس میں مکان غایب معلوم نہیں بلکہ مالک مفقود ہے۔ لیکن اس سے آگے شامی کی عبارت میں ہے و و یبتغی ان یقال ان خوف التلف مجوز للبیع علم مکانه اولاً و قدمناه نحوه فی خیارا شرط یعنی خوف تلف میں مالک کے فقد کی شرط کو ختم کر دیا گیا ہے۔ حکم بحکم قاضی (مولی) ہوتا ہے چند مستثنیات کے بعد لیکن ولوالجیہ کے حوالہ سے شامی رحمۃ اللہ علیہ ہی نے کہا اشتری لحما" فذهب لیحئی بالتمن فابطا فخاف البائع ان یفسد تصینیع البائع بیعه لان المشتری یکون راضیا" بالانفساخ فان باع بزیادة تصدق بها او بنقصان و ضع علی المشتری ...... و به علم ان ما یسرع فساده لایتوقف علی القاضی لرضاه با لانفساخ بخلاف غیره (ای غیرشی لا یکون فساده سریعا") فان القاضی یبیعه علی ملک المشتری یعنی قاضی کی شرط غیر سریع الفساد میں ہے اور سریع الفساد میں قاضی کی شرط اس لئے نہیں لگنی چاہیئے کہ نظر"اللغائب والبائع الخ اور بحث کی ابتداء میں قبل القبض کے متن پر شامی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔ و قیده فی [illegible]امع الفصولین بما اذا لم یخف علیه التلف فان خیف جازا [illegible]یع ...... یعنی بعدالقبض بھی۔

صورت حا[illegible]یں مکان وغیرہ کا موجودہ معاشرہ میں تلف ہونے کا نہ صرف خطرہ ہے بلکہ عام حالات میں یقین ہے اس پر ناجائز قبضہ ہونا بھی ہرگز بعید نہیں اور ایسی صورت میں قتل و مقاتلہ کی نوبت بھی عام ے الورود ہے۔ تو مفقود کی اشیاء میں بیع کی اجازت ہے اور اس کا مجوز اگر حسب تصریح بالا خوف تلف ہی کو گردانا گیا ہے اور اس لئے مالک کے مفقود ہونے کی قید کو ختم کر دیا گیا اور اسی طرح سریع الفساد اشیاء کو فروخت کردینے کیلئے قاضی کی اجازت کی ضرورت ہی نہیں سمجھی گئی۔ تو کیا غائب یا مفقود کی غیر منقولی مکان کو ضیاع سے بچانے کے لئے مالک کی بقدر وسع حفاظت یا اس کے شرعی ورثاء کیلئے بقدر امکان ان کا حق محفوظ رکھنے کیلئے اس مکان کے بیچ دینے کا جواز بلکہ وجوب ثابت نہیں کیا جا سکتا۔

Scanned with CamScanner

شامی حوالہ مذکرہ کے آخر میں یہ صورت تحریر شدہ ہے۔ فی جامع الفصولین مثل نجم الدین عمن و هبه امیر امة فاخبرته انها لتاجر قتل فاخزت و تداولتها الایدی حتی و صلت الیه ولا یجلوارث القتیل و یعلم انه لو خلاها ضاعت و لو امسکها یخاف الفتنته فاجاب للقاضی بیعها من ذی الیدفلو ظهرالمالک کان له علےٰ ذی الید ثمنها۔

صورت حاضرہ میں چونکہ مکان کا ثمن بائع نے وصول کر لیا ہے بوجہ قابض ہونے یا متوقع وارث ہونے کے اس لئے ظہور مالک کے بعد یہی حسب وعدہ اشامپ اس کو ادا کرنے کا ذمہ دار ہو گا۔ اور جس طرح کہ بیع لحم المشتری کی صورت میں خوف تلف و ضیاع کی وجہ سے بغیر اذن القاضی بھی بائع اس کو بیچ سکتا تھا اور اپنا حق اس میں سے وصول کر سکتا تھا اور مشتری ثانی اس کو اپنے استعمال میں لا سکتا تھا اور اس بائع کی بیع کو بعد قبض المشری الاول کے بھی خوف تلف و ضیاع مال (بعید وغیرہ) کے باعث بیع فضولی کے حکم میں شمار نہیں کیا گیا اور حسب تصریح والواجبیہ کما مر لرضاہ بالانفساخ کی وجہ سے اب اسے مشتری اول کا حکم وکیل سمجھا گیا۔ اس لئے یہ بائع فضولی نہ رہا اور نہ ہی مشتری ثانی غاصب اور اداء ثمن حین ظہور المالک ثمن وصول کرنے والے کی ذمہ داری ہو گی۔ بہر حال فرق منقولی اور غیر منقولی کا رہا اور جب دارومدار ضیاع مال پر کہا گیا ہے اور غیر منقولی کا ضیاع بمع خطرات قتل و قتال قابضین یا مدعین قریب بہ یقین ہے تو شرط فقد مالک اور شرط اجازت قاضی کی طرح اگر منقولی کی شرط بھی ختم سمجھی جاوے تو کیا بعید از قیاس ہو گا ---بینوا توجروا

الجواب و باللہ التوفیق

مفقود الخبر کے ترکہ کا روثاء میں تقسیم نہ کرنے کا حکم فقہاء احناف کے ہاں بین اور واضح ہے اس کے ناقابل عمل ہونے کے لئے کوئی ایسی ٹھوس وجہ نہیں پائی جاتی جس کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنا مذہب چھوڑ کر دوسرے مذہب کو اختیار کیا جائے جیسا کہ مفقودالجبر کی بیوی کے بارے میں مفاد عامہ کی خاطر احناف رحمہم اللہ نے بوجہ ضرورت اپنا مذہب چھوڑ کر امام مالک کے مذہب پر فتوی دیا ہے۔ چونکہ مجتہدین فی الشرع کے مابین کسی اختلاف کی صورت میں دوسرے مذہب کو اختیار کرنا ضرورت پر مبنی ہے جو

Scanned with CamScanner

یہاں نہیں پائی جاتی اس لئے ترکہ کی تقسیم کیلئے کسی دوسرے مذہب کا سہارا لینے کی ضرورت نہیں۔

تاہم مفقود الخبر کے ترکہ کو تحفظ فراہم کرنا بھی نہایت ضروری ہے اس کیلئے آپ حضرات نے جو تجویز پیش کی ہے کہ گھر فروخت کر کے متوقع ورثاء سے زبانی اور تحریری معاہدہ شام کے حوالہ سے لیکر رقم ان کے حوالہ کیا جائے۔ یہ صورت واقعی ترکہ کے تحفظ کیلئے مناسب صورت ہے فقہ حنفی کی رو سے فروخت کی اجازت صرف جائداد منقولہ تک محدود نہیں بلکہ جہاں کہیں قاضی کو عقار یعنی جائداد غیر منقولہ میں بھی تصینیع کا احساس ہو تو قاضی اپنی صوابدید کے مطابق جائداد غیر منقولہ بھی فروخت کر کے رقم محفوظ کر سکتا ہے۔

کما فی "الفتاوی الانقرویه"

للقاضی بیع مال المفقود والاسیر من المتاع و الرقیق و العقار اذا خیف علیها الفساد، و لیس له بیعها لنفقة عیاله و متی باعها لخوف الضیاع فصار دراهم او دنانیر یعطی النفقة منها بطریقه

اور چند سطور بعد فرماتے ہیں۔

و للقاضی بیع عبدالمفقود و ارضیه اذا کان ینقص یمضی الایام۔

الفتاوی الانقرویته ج 1، 344 - 345

گویا مفقود الخبر کی جائداد میں خیرخواہی کے جذبہ کا ہونا ضروری ہے۔ جہاں کہیں ایسے پرخلوص جذبہ کو اپناتے ہوئے کوئی قدم اٹھایا جائے جس سے ترکہ کو تحفظ ملے تو فقہ حنفی کی رو سے اس کی گنجائش پائی جاتی ہے۔ لہٰذا آپ کی تجویز بعینہ فقہی حکم ہے، تاہم تحفظ کیلئے متوقع ورثاء کو آلہ کار بنانے کی صورت کہاں تک کامیاب رہے گی؟

معاشرتی انحطاط اور دین سے دوری، حلال و حرام کی تمیز نہ رکھنے کی وجہ سے متوقع نتائج کا حصول مشکل ہے۔ ایسا نہ ہو کہ تحریری معاہدہ میں تلبیس سے کام لے کر مفاد پرستی کی کوئی صورت پیدا کریں۔ اس کیلئے کسی حاکم وقت کا سہارا لیکر قانونی اعتبار سے تحفظ فراہم کرنے کی صورت زیادہ قوی نظر آتی ہے۔

واللہ الموفق۔

غلام الرحمان عفی

۱۰ ۳ ۲

حضرت مجدد الف ثانی سے متعلق

کچھ غلط فہمیاں اور انکا ازالہ

عبید الرحمان
اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ دینیات
اسلامیہ کالج پشاور

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ دنیائے تصوف و شریعت کی مشہور ی ہیں اور ان کا سلسلہ قادریہ و نقشبندیہ ہزارہا مریدین کے لئے راہ نجات بنا ہے۔ لوگوں نے علم و تصوف کو الگ الگ سمجھ کر انہیں صرف اہل علم میں شمار کیا ہے ر وہاں بھی ان کی حیثیت و خدمات سے انکار کیا ہے۔

یہ بات میری سمجھ سے بالاتر ہے کہ عالمانہ تبلیغ کیا ہوتی ہے اور صوفیانہ تبلیغ کیا؟ س میں کسی کو شک نہیں کہ شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑے وسیع اور منظم انداز یغ کی ہے۔ اگر ان کی تبلیغ کا دائرہ اتنا وسیع اور منظم نہ ہوتا تو اہل نظر جانتے ہیں ر کا دین الٰہی یا وحدت ادیان ہندوستان کے اندر یا ہندوستان سے باہر کی دنیا میں و کتنا عظیم نقصان پہنچتا۔

1026ء ہجری میں یعنی قید گوالیار سے قبل انہوں نے ستر رکنی وفد مولانا محمد قاسم سربراہی میں ترکستان، چالیس ارکان پر مشتمل ایک وفد مولانا فخر حسین کی امارت ب، یمن، شام و روم، دس ارکان کی ایک جماعت مولانا صادق کابلی کی سرکردگی میں ور تیس خلفاء حضرت شیخ احمد برکی کی سربراہی میں توران و بدخشاں کی طرف روانہ (1) یہ سب حضرات نہ صرف علماء تھے بلکہ صوفیاء بھی تھے۔

ہندوستان کے مختلف علاقوں میں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خلفاء پھیلا رکھے تھے۔ میر نعمان (رکن) شیخ بدیع الدین سہارنپوری (شاہی لشکر)، میر نعمان کشمی (برہان پور)، ر لاہوری (لاہور)، شیخ نور محمد (پٹنہ)، شیخ حمید بنگالی (بنگال)، شیخ طاہر بدخشی جونپور، شیخ

عبدالحئی اصفہان' سید محب اللہ مانکپوری الہ آباد اور شیخ کریم الدین بابا حسن ابدال (حسن ابدال) میں علمی اور روحانی تبلیغ دونوں کا کام کرتے تھے (اگر یہ الگ الگ ہو) یہ منظم تبلیغ اسلامی دنیا اور خصوصاً" ہندوستان کے گوشے گوشے میں جاری تھی اور ایک ہی مرکز سرہند سے کنٹرول کی جاتی تھی - یہ ساری تفصیل حضرت القدس اور روضہ قیومیہ میں موجود ہے -

اس منظم تحریک کے اثرات بادشاہ کے کانوں میں پڑنے سے قبل لشکر کی صفوں اور قصر امراء کے ایوانوں تک پہنچ گئے اور اتنا نفوذ کر گئے کہ بادشاہ وقت نے بھی حضرت مجددؒ پر دست اندازی سے پہلے یہ ضروری سمجھا کہ اپنے بڑے بڑے امراء کے تبادلے مرکز سے دور کردے - خان خانان کودکن' خان لودھی کو مالوہ خان اعظم کو گجرات اور مہابت خان کو کابل کا صوبیدار بنا کر بھیج دیا تاکہ اس سیاسی مسئلے پر قابو پاسکے (1)

بادشاہ کو سجدہ کرنا شہنشاہ اکبر کے زمانے سے درباری آداب میں شامل تھے - (3) اور جو لوگ حضرت مجددؒ صاحب سے واقف تھے انہیں معلوم تھا کہ وہ بادشاہ کو سجدہ نہیں کریں گے - شہزادہ خرم (شاہجہاں) کو بھی یہی فکر دامن گیر ہوئی - جس کی وجہ سے انہوں نے دو علماء علامہ افضل خان اور خواجہ عبدالرحمٰن مفتی کو فقہی کتابوں سمیت مجددؒ صاحب کے پاس بھیج دیا کہ بادشاہ کو سجدہ تحیت کا تذکرہ کتابوں میں آیا ہے۔ تقاضا یہ ہے کہ غیر حق کو کبھی بھی سجدہ نہ کیا جائے - یہی ساری بات شیخ بدر الدین رحمۃ اللہ سرہندی نے حضرت القدس میں لکھی ہے - (4) اور حضرت شیخ بدر الدین سرہندی 1017 ھجری سے لے کر حضرت مجددؒ صاحب کی وفات تک ان کی خدمت میں رہے ہیں۔ گویا 1028 ہجری کے واقعہ کے عینی شاہد ہیں :-

جہانگیر نے ساری احتیاطی تدابیر بروئے کار لانے کے بعد حضرت مجددؒ صاحب بلا بھیجا - انہوں نے اپنے اولاد اور عزیز و اقارب پہاڑوں پر بھیج دیئے اور خوب تیار ہو کر آئے - انہوں نے نہ سجدہ کرنا تھا نہ کیا - یہ ایک تاریخی تواتر ہے - جس کو اس وقت کے سارے مورخوں نے لکھا ہے (5) اور ان عینی اور فرمانی شاہدوں کی بات نہ ماننے کی کوئی گنجائش ہے' جہانگیر نے خود بھی "تزک جہانگیری" میں اشارتاً" اس کا ذکر کیا ہے: "باعدم خرد و دانش بغایت مغرور و خود پسند ظاہر شد' (6) بادشاہ تھا اتنا ہی کچھ کہہ سکتا تھا

مغرور و خود پسند تھا " اس سے بڑھ کر وہ اپنی اور کیا بے عزتی کرتا۔
ایسا بھی نہیں ہے کہ حضرت مجدد سے قبل یا مابعد کسی نے اس سجدہ سے انکار
کیا ہے شہنشاہ اکبر کے زمانے میں بھی بہت سارے نیک لوگوں نے اس " سجدہ
" سے انکار کے ہاتھوں ہزیمت اٹھائی ہے۔ جہانگیر کے زمانے میں موضع غورغو عشتو
پوری کے ایک بزرگ محمد بن احمد بن الیاس حسینی نے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ صاحب سے بھی
بارہ سال قبل اس سجدہ کا انکار کیا تھا اور جہانگیر نے انہیں تین سال کے لئے قلعہ
گوالیار میں قید کر دیا تھا۔ جب 1020 ہجری میں قید سے رہا ہوئے تو جہانگیر انہیں اپنے
ساتھ آگرہ لے آئے۔ (7)

دور حاضر کے چند کوتاہ نظر مورخ یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ سجدہ سے انکار کرنے والے
" احمد رحمۃ اللہ علیہ سرہندی نہیں بلکہ " احمد سون " تھے اور حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے سجدہ سے
انکار نہیں کیا تھا۔

انہوں نے " ملازمت " کا لفظ یہاں قصداً استعمال کیا ہے۔ تزک جہانگیری اور اس
دور کی دیگر فارسی تواریخ کا مطالعہ کیا ہے۔ انہیں علم ہے کہ " ملازمت " کا مطلب
نوکری نہیں تھا۔ بلکہ جس قیدی سے بھی شورش برپا کرنے کا احتمال ہوتا تھا۔ رہائی کے بعد
بادشاہ اسے کچھ مدت کے لئے " حاضر دربار " رکھتا تھا۔ جیسے اورنگزیب نے خوشحال خان
کو رکھا تھا۔ جہانگیر نے مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے صرف حاضر ہونے کو بھی " ملازمت " سے یاد کیا
ہے۔ "بنا بریں حکم فرمودم کہ بردرگاہ عدالت آئین حاضر سازند حسب الحکم بہ ملازمت
رسید " (8) حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی ملازمت بھی اسی قسم کی تھی۔ لیکن اس ملازمت نے
حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کو تبلیغ کا ایک اور سنہری موقع فراہم کیا۔

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی اس ملازمت کے بعد جہانگیر کی زندگی میں ایک نمایاں فرق نظر
آتا ہے۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ اپنے بیٹوں کو لکھتے ہیں۔ " آج ہفتہ کی شب، شاہی مجلس میں
ایک پہر رات وہاں گزاری اور حافظ سے تین پارے قرآن پاک کی تلاوت سنی (9)
جہانگیر، تزک جہانگیری میں رقم طراز ہیں۔ " قلعہ کانگڑہ تک پہاڑ پر ایک کوس چڑھ
کر جب اندر داخل ہوئے۔ اللہ کے فضل سے اذان دی، نماز ادا کی اور خطبہ دیا اور
سامنے ایک گائے ذبح کرائی۔ آج تک قلعہ کے اندر کسی بادشاہ کو ان میں سے ایک

Scanned with CamScanner

کام بھی نصیب نہیں ہوا تھا - بارگاہ خداوندی میں سجدہ شکر ادا کیا اور ایک عالیشان مسجد تعمیر کرانے کا حکم دیا - " (10)

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ ربیع الاول 1029 ہجری میں حاضر دربار ہوئے تھے اور محرم 1030 ہجری میں شہنشاہ اکبر کا بیٹا اذان' نماز' خطبہ اور گائے کے ذبح کرانے پر فخر کرتا ہے - یہ اثرات کن کے تھے؟ جہانگیر کے اس ذہنی انقلاب پر جس سے پورا ہندوستان متاثر ہوا ہے ایک پوری کتاب لکھی جاسکتی ہے -

اصل بات یہ ہے حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی کے متعلق کچھ لوگوں کے ذہنوں میں کچھ تحفظات ہیں اور انکی وجوہات کچھ یوں دکھائی دیتی ہیں -

1:- مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک شریعت کے تین اجزاء ہیں - علم عمل اور اخلاص - طریقت اور حقیقت دونوں شریعت کے تیسرے جز یعنی اخلاص کی تکمیل کے لئے شریعت کے دو خادم ہیں - صوفیاء بے مقصد باتوں پر مغرور ہوتے ہیں اور احوال و مقامات پر فریفتہ - " هداهم الله سواء الطريق " اللہ انہیں سیدھے راستے کی ہدایت کرے - ص 11 حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ یہ ہے کہ قیامت کے دن شریعت کی باز پرس کی - تصوف کے متعلق کوئی پرستش نہ ہوگی - حضرات انبیاء علیہم السلام جو ساری مخلوقات میں بہتر تھے - انہوں نے شریعت کی طرف دعوت دی ہے اور مدار نجات شریعت ہی کو قرار دیا ہے - (12)

چند متصوفین کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں " خدا رسیدہ " بن جانا زیادہ اہم معلوم ہوتا ہے اور باقی سب باتیں انہیں " عالمانہ " نظر آتی تھیں -

2:- اہل بیت کی محبت اہل سنت و الجماعت کا سرمایہ ہے - مخالفین اس سے بے خبر ہیں اور ان کی محبت متوسطہ سے بے بہرہ - مجدد رحمۃ اللہ علیہ صاحب اہل بیت کی محبت کو جزو ایمان سمجھتے تھے اور خاتمہ کی سلامتی اسی محبت کے راسخ ہونے سے وابستہ سمجھتے ہیں - (13) بایں ہمہ ترتیب خلافت اور مراتب صحابہ کے سلسلہ میں فضیلت شیخین کے قائل تھے - (14) اس لئے جن لوگوں کے ذہن پر تشیع کے اثرات ہیں وہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ سے بد دل نظر آتے ہیں -

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ طریقت کے پشتونوں پر خصوصا" زیادہ احسانات ہیں -

ے بڑے خلیفہ حضرت سید آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ (م 1053) مادری نسبت سے
ن کے ساتھ ہر وقت پشتونوں کا ایک بڑا مجمع رہتا تھا - شاہجہان نے چونکہ
شاہوں سے جاگیروں اور انعامات کے بل بوتے پر جان چھڑائی تھی اور
ے مرکز کو برداشت نہیں کرسکتے تھے - اس لئے حضرت سید آدم بنوری
ے روانہ کیا اور بہت سارے پشتون ان کے ساتھ گئے - ان کی وفات
ی اللہ پر خلفاء واپس آئے انہوں نے یہاں ایک بڑے روحانی سلسلے کی بنیاد
ے جو
رہ کے شیخ فرید الدین (م 1054) کوہاٹ کے حاجی بہادر (م 1099) اور شیخ
ابن کے ہاتھ پر عبدالقادر خان خٹک نے بیعت کی تھی) سب ان کے
ی کے حضرت جی بابا نے انہی سے خلافت لی تھی اور چمکنی کے میاں عمر
جی بابا (اٹک) کے خلیفہ تھے - یہ وہی میاں عمر ہیں - جنہوں نے شاہ ولی
ے کہنے سے احمد شاہ ابدالی کو ہدایت کی کہ وہ ہندوستان کی اسلامی حکومت
ے نجات دلا دے اور انہوں نے راجپوتوں کو شکست دینے کے بعد حکومت
ے حوالے کی اور وطن واپس تشریف لائے

سلہ ایک عجیب مجاہدانہ شان رکھتا تھا - ان کی روحانیت ان کے لہو میں جہاد
بن کر دوڑ رہی تھی اور ان کے جسم اسی آگ کی لے پر رقصاں تھے - اس
ی چھٹی سیڑھی پر تور ڈھیر بابا حضرت شیخ محمد شعیب رحمۃ اللہ علیہ کی قد آور شخصیت
شیخ محمد شعیب رحمۃ اللہ علیہ 16 رجب 1238 ہجری میں حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کی
وں کے خلاف جہاد میں شریک ہوئے - جب سکھوں کی جگہ فرنگیوں نے لی
عالیہ کے صوفیائے کرام نے علماء کرام کی مدد سے ان کے خلاف علم جہاد بلند
سلسلہ کے سرخیل جناب شیخ عبدالغفور (سیدو بابا)، شیخ محمد شعیب ہی کے خلیفہ
سیدو بابا ہیں، جنہوں نے سوات اور بونیر کے علاقوں کو انگریزی تسلط سے
جہاد بالسیف کے اسی چراغ کو حضرت سیدو بابا کے خلفاء نے روشن رکھا اور
ڈی ملا (م 1319 ہجری) کی سرکردگی میں ان مجاہدین نے آس پاس کے قبائل
کر اس علاقے کے کوہ و دامن کو اپنے لہو کے اتنے جام پلائے کہ وہاں کے
تک اپنے مست ترانوں میں انگریزی افواج کی ناکامیوں پر نمک پاشی کر رہے

Scanned with CamScanner

ٹکاؤ کے اخونزادہ رحمۃ اللہ علیہ صاحب، انزری کے ملا صاحب، صوفی عالم گل صاحب
بابڑہ کے فضل صمدانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ، بتحاک کے حضرت صاحب اور سنڈا کی ملا صاحب
وہ حضرات ہیں جن کی قوت ایمانی کا اعتراف انگریز جیسے کم ظرف دشمن نے بھی کیا ہے
یہی سلسلہ عالیہ ریشمی خطوط کی تحریک کے خدا مست فقیروں، جناب مولانا
احد اور جناب حاجی صاحب ترنگزئی رحمۃ اللہ علیہ کے روپ میں بھی جلوہ پیا ہوتا ہے۔ جنہوں
قیام پاکستان تک اسی شعلہ جہاد کو روشن رکھا۔ ریشمی خطوط کی تحریک سے حضرت
صاحب ترنگزئی رحمۃ اللہ علیہ کے تعلق کے سب سے بڑے گواہ حضرت شیخ الاسلام مولانا
احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ (15)

یہ پشتونوں کی تاریخ کا وہ روشن باب ہے جس پر انگریز قلم کاروں نے جھوٹ
پردے ڈالے اور جن پردوں کو پشتون کا قلم اٹھا نہ سکا۔

حوالہ جات

1:- الروضتہ القیومیہ صہ 166,صہ 127

2:- زبدۃ المقامات صہ 347 تا صہ 350، روضتہ القیومیہ صہ 170 تا صہ 174 اور حضرت مجدد کا نظریہ توحید صہ 32

3:- آئین اکبری ج اصہ 105

4:- حضرت القدس دفتر دوم صہ 90

5:- روضتہ قیومیہ صہ 179, صہ 180

6:- تزک جہانگیری صہ 272 تا صہ 273

7:- تاریخ دعوت و عزیمت صہ 295 بحوالہ نزھتہ الخواطر ج 5

8:- تزک جہانگیری صہ 272 ،صہ 273

9:- مکتوب 106 دفتر سوم۔

10:- تزک جہانگیری صہ 296

11:- دفتر اول مکتوب نمبر 40

12:- دفتر اول مکتوب نمبر 48

13:- دفتر دوم مکتوب نمبر

14:- دفتر دوم مکتوب نمبر ۱۷ عقیدہ 24

15:- نقش حیات ج 2 صہ 188، 189

آئمہ مجتہدین کی دربار نبویؐ میں قبولیت

حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینی

نور اللہ مرقدہ

رام اور بزرگان دین کو دربار نبوت میں حاضر باشی کی سعادت حاصل رہی ہے
رور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے بیداری اور جاگتے ہوئے بھی شرف
لیتے تھے۔ ائمہ مجتہدین امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل
شرف بدرجہ کمال حاصل تھا (جس کی تفصیل کتب تاریخ میں موجود ہے) یہاں
ایک واقعہ جس کا تعلق اس سعادت سے ہے ذکر کیا جاتا ہے۔

رحمتہ اللہ علیہ نے بچپن کی عمر میں جبکہ مکتب میں پڑھ رہے تھے سیددوعالم صلی
وسلم کی قبر مبارک کی زیارت کی اور اس خواب کو اپنے استاذ کے سامنے بیان

ستاذ محترم نے فرمایا کہ:۔

اگر واقعی تو نے سیددوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی زیارت کی ہے تو
آپؐ کی شریعت پر ثابت رہے گا اور تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت
ت کرے گا" (تعبیر نامہ ابن سیرین صفحہ 34)

کامل حضرت علی ہجویری معروف بہ داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے

"میں ملک شام میں حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک میں سویا
کر میں نے خواب میں دیکھا کہ سیددو عالم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں بیت
یف کے باب بنی شیبہ سے تشریف لا رہے ہیں اور اپنی بغل مبارک میں ایک ایسے
کو اٹھایا ہوا ہے جیسے بچوں کو اٹھایا جاتا ہے۔ میں نے قدم مبارک کو بوسہ دیا اور
یہ خیال گزرا کہ یہ کیسا خوش بخت اور عجیب بچہ ہے کہ قدم چھوٹا اور داڑھی
ہے میرے اس خیال کو سیددوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نورانی فراست سے
نپاتے ہوئے خود ہی ارشاد فرمایا کہ یہ خوش بخت بچہ تیرا اور تیرے علاقہ کے

Scanned with CamScanner

لوگوں کا امام ہے یعنی امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ۔" (کشف المحجوب فارسی صفحہ
ایک دفعہ امام شافعی نے خواب دیکھا کہ سیددو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے
اور فرمارہے ہیں کہ اس نوجوان (احمد بن حنبل) کو خوشخبری دو کہ عنقریب اسے اللہ
دین کے بارے میں آزمائشوں سے گزرنا ہوگا اس سے کہا جائے گا کہ قرآن کو مخلوق
پھر اس کے انکار پر اسے سخت سزائیں دی جائیں گی اور ان ہی سزاؤں کی جزاء میں
تعالیٰ قیامت تک اس کے ذکر کو عام کردے گا۔

اما شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے مصر سے یہ خواب لکھ کر اپنے شاگرد رشید ربیع کو دے کر
احمد بن حنبل کے پاس بغداد بھیجا' اس بشارت کو پڑھ کر امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ
آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور اپنے بدن سے ایک کپڑا اتار کر ربیع کو بطور انعام
دے دیا۔

(بحوالہ طبقات سبکی ج صفحہ 05

امام مالک رحمتہ اللہ علیہ کا تعلق دربار سید دوعلم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کس قدر
گہرا اور مضبوط رہا ہے اس کے لئے مندرجہ ذیل شہادت کافی ہے۔

"جب سیددوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک زبان پر آتا تو چہرہ کا رنگ متغیر
ہو جاتا' مسجد نبوی میں شور و غل ناپسند فرماتے کہ یہ آستانہ نبوت سے گستاخی ہے کلام
نبوی اس وقت تک زبان پر نہ آتا جب تک وضو یا غسل فرماکر باادب بیٹھ نہ لیتے آپ
کے اصطبل میں کثرت سے گھوڑے اور خچر تھے مگر کبھی مدینہ کی گلیوں میں سوار ہو کر نہ
نکلے اور فرماتے کہ مجھے شرم آتی ہے کہ جو سرزمین قدوم نبوی سے مشرف ہوئی اس کو
میں جانوروں کے سموں سے روندوں' کوئی شب ایسی نہ گزرتی جس میں عالم رویا میں
زیارت نبوی کا شرف حاصل نہ ہوتا۔" (تزکرہ المحدثین صفحہ 37)

ذی الحجہ 23ھ میں جو مشہور واقعہ ہوا جس کو واقعۃ الحرہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اس
واقعہ میں دس ہزار سے زیادہ اہل مدینہ شہید کر دیئے گئے اور مسجد نبوی بھی ان شامی
بدبختوں سے محفوظ نہ رہ سکی لوگ گھروں میں نماز ادا کرتے تھے صرف ایک تابعی سعید
بن السیب رحمتہ اللہ علیہ مسجد نبوی میں رہے وہ فرماتے ہیں کہ:۔

"میں نے کئی راتیں مسجد نبوی میں اس طرح گزاریں کہ سوا میرے کوئی بھی

Scanned with CamScanner

...ہ میں عبادت کے لئے نہ آتا تھا جب شامی بدبخت مسجد میں بے ادبی کے لئے
...ر دیکھ کر کہتے اس بوڑھے پاگل کو دیکھو' جب نماز کا وقت آتا تو روضہ اقدس سے
...ی آواز آتی اور پھر اقامت بھی کہی جاتی میں اکیلے نماز ادا کرلیتا۔" (وفاء الوفاء ج صفحہ
...ی

...نورالدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ کے مستند مورخ علامہ نورالدین سمہودی نے اپنی مرتبہ
...ب وفاء الوفاء میں تحریر فرمایا ہے کہ سلطان نورالدین زنگی رحمتہ اللہ علیہ کے زمانہ میں
...ن نے تین رات نماز تہجد کے بعد لگاتار یہ دیکھا کہ سیددوعالم صلی اللہ علیہ وسلم دو
...ی انسانوں کی طرف اشارہ فرماکر یہ حکم دے رہے ہیں کہ مجھے ان دو بدبختوں سے
...سلطان نے تیسرے دن اپنے سعادتمند وزیر جمال الدین موصلی سے واقعہ بیان کیا تو
...نے مشورہ دیا کہ یہاں کر اس صورت حال سے نمٹا جائے چنانچہ اپنے بیس خاص
...اور کافی مال کے ساتھ لے کر سولہ دن سفر طے کرکے مدینہ منورہ سلطان پہنچا اور
...دیا کہ سب اہل مدینہ آئیں تاکہ ان کو انعام دیا جائے سب اہل مدینہ آئے مگر جن دو
...شکل خواب میں دکھائی گئی تھی وہ نہ آئے معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ دو ایسے پردیسی
...قیام پذیر ہیں وہ رات دن عبادت میں مصروف رہتے ہیں کسی کے ہاں نہیں جاتے،
...سلطان نے ان کو بلوایا تو وہی نکلے جو خواب میں سیددوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے
...ئے تھے' سلطان ان کے حجرہ میں گیا تو ایک چٹائی کے نیچے ایک سرنگ کو پایا جو روضہ
...کے قریب پہنچ چکی تھی' سلطان کے استفسار پر انہوں نے راز کھول دیا کہ وہ اندلس
...عیسائی ہیں اور عیسائی حکومتوں نے ان کو اس لئے بھیجا ہے کہ جسد اطہر کو نقل کر
...ئیں اور وہ ساری کاروائی جو انہوں نے کی تھی بیان کردی آخر سلطان نے ان کی
...ن اڑادی اور پھر ان کی لاشوں کو جلا دیا' اس کے بعد پانی تک زمین کھودوا کر سیسہ
...نی پگھلا کر دیوار بنا دی جو حجرہ اطہر کے اندر ہے جو جالیوں سے نظر آتی ہے.....

...ی صدی کے ولی کامل ابوبکر محمد کلاباذی حنفی م 380ھ/990ء کی مرتبہ کتاب
...عرف لمذهب اهل التصوف مطبوعہ قاہرہ سے چند واقعات نقل کئے جاتے ہیں۔
...) ابوبکر محمد بن علی الکتانی نے کہا ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ سیددوعالم

صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چار بزرگ انسان ہیں ان کا تعارف حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے کراتے ہوئے فرمایا ابوبکرؓ عمرؓ عثمانؓ علی رضی اللہ عنہم پھر حضرت علی مجھے ساتھ لے کر صفا پہاڑی پر چڑھ گئے جب میں نیند سے بیدار ہوا تو میں نے اپنے آپ کو کوہ صفا پر پایا حالانکہ میں اپنے حجرے میں سویا تھا۔

(ب) ابو عبداللہ بن الجلاء کہتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں حاضری کی دولت نصیب ہوئی بھوک سے نڈھال ہوکر دربار سیددوعالم صلی اللہ علیہ وسلم (میں عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں آج رات آپؐ کا مہمان ہوں' یہ کہہ کر روضہ اقدس اور منبر نبوی کے درمیان سوگیاحضور انور صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں تشریف لائے اور مجھے ایک چپاتی عنایت فرمائی' میں آدھی کھا چکا تھا کہ نیند سے بیدار ہوا دیکھا تو آدھی چپاتی میرے ہاتھ میں تھی۔

(ج) امام حسین بصری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے بصرہ کی مسجد میں جاکر دیکھا کہ ہمارے چند ساتھی مسجد میں بیٹھے ہوئے ایک آدمی کی غیبت کر رہے ہیں تو میں نے ان کو ارشادات سیددو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ارشادات غیبت کی مذمت میں سنائے تو انہوں نے غیبت چھوڑ کر دوسری بات شروع کردی اتنے میں وہ آدمی بھی آگیا تو وہ بھی اس سے ملے اور میں نے بھی ان کے ساتھ اس کی ملاقات کی اس کے بعد وہ بھی اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے اور میں بھی اپنے گھر چلا گیا رات کو نیند میں دیکھا کہ ایک حبشی غلام میرے لئے ایک رکابی کھانے کے لئے لایا جس میں مرغن کھانا ہے اور اس پر خنزیر کے گوشت کا ایک ٹکڑا پڑا ہے اور مجھے اس کے کھانے کا کہا میں نے یہ کہتے ہوئے انکار کیا کہ یہ خنزیر کا گوشت ہے اس زور سے میرے جبڑے کھول کر اس کو میرے منہ میں رکھ دیا میں اس کے ڈر کے مارے اس کو چباتا رہا اور باہر نہ پھینک سکا اسی پریشانی کے عالم میں میری آنکھ کھل گئی اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ اس خواب کے بعد پورا ایک ماہ میری یہ حالت رہی جب کوئی چیز کھاتا یا پانی پیتا تو خنزیر کے گوشت کا ذائقہ منہ میں پاتا اور ناک میں اس کی بدبو پاتا۔ (153' 154)

شیخ العرب و العجم مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ' نے اپنی خود نوشت سوانح حیات

درجہ ذیل واقعہ تحریر فرمایا ہے:۔

ایک روز اشعار کی ایک کتاب دیکھ رہا تھا اس میں ایک مصرعہ تھا

ہاں اے حبیب رخ س اٹھا دو حجاب کو

اس وقت بہت بھلا معلوم ہوا میں مسجد شریف میں حاضر ہوا اور مواجہ شریفہ ادائے آداب و کلمات مشروعہ انہیں الفاظ کو پڑھنا اور شوق دیدار میں رونا شروع تک یہی حالت رہی جس پر یہ محسوس ہونے لگا کہ مجھ میں اور جناب رسول اللہ اللہ علیہ وسلم میں کچھ حجاب دیواروں اور جالیوں وغیرہ کا حائل نہیں ہے اور آپؐ سامنے بیٹھے ہوئے ہیں آپ کا چہرہ مبارک سامنے ہے اور بہت چمک رہا ہے۔

صفحہ 107)

خود دارالعلوم دیوبند کی ابتدائی عمارت نودرہ کی بنیاد سیددوعالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد عالی اور نشان زدہ خطوط پر رکھی گئی ہے جس کا مختصر سا تذکرہ ہے کہ جب طلباء اساتذہ کی تعداد زیادہ ہوگئی تو بزمانہ مولانہ شاہ رفیع الدین رحمتہ اللہ علیہ چند کمرے کے لئے کچھ نشانات لگا دیئے گئے مگر کام شروع کرنے سے پہلے سیددوعالم صلی اللہ وسلم نے خواب میں شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ارشاد فرمایا کہ جو خطوط میں نے کھینچے ہیں عمارت بنائی جائے علی الصباح جب شاہ صاحب اس جگہ تشریف لائے تو واقعی جدیدہ موجود تھے انہی پر 1292ھ/1877ع میں وہ عمارت تیار ہوئی جو نودرہ کے نام مشہور ہے۔

بھی دارالعلوم دیوبند کے ترانہ میں یہ موجود ہے۔

یہ علم و عمل کا گہوارہ تاریخ کا وہ شہ پارہ ہے۔\
ہر پھول یہاں اک شعلہ ہے ہر سرو یہاں مینارہ ہے۔\
خود ساقی کوثر رکھی میخانے کی بنیاد یہاں !\
تاریخ مرتب کرتی ہے دیوانوں کی روداد یہاں

تحدیث بالنعمتہ کے طور پر عرض ہے کہ یہ گنہگار کئی مرتبہ زیارت سیدِدوعالم
صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوا جو ارشاد فرمایا وہ حرف بحرف صحیح نکلا
زیارت مدینہ منورہ کے وقت اپنا معمول یہ ہے کہ سیدِدوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے
قدموں میں بیٹھتا ہوں جب کبھی یہ شرف ملا نماز عصر کے بعد مراقبہ میں جو ارشاد فرمایا وہ
بالکل حرف بحرف صحیح نکلا۔

الحمدللہ علیٰ احسانہ و علیٰ احسان رسولہ الرؤف الرحیم

زمانہ تعلیم میں دارالعلوم دیوبند کی مسجد میں زیارت کا شرف حاصل ہوا اور آپ کے علین مبارک اٹھانے کی سعادت ملی اور حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت بھی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت پر کی ۔ 1932ء میں احقر مدرسہ عالیہ مظاہر علوم سہارنپور میں تعلیم کے دوران مدرسہ کے قریب مسجد محلہ تیلیانوالی میں تھا ایک رات کو مندرجہ ذیل خواب دیکھا:۔

"سیدِدوعالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک بڑی حویلی میں تشریف فرما ہیں اور لوگ جوق در جوق زیارت کے لئے جارہے ہیں میں بھی دروازہ پر پہنچا تو اندر سے آواز آئی کہ جب فاطمہ بلائے گی تب تم آنا۔"

طالبعلمی کے زمانہ کا یہ خواب میں نے لکھ لیا' آخر 1938ء میں میری محترمہ ہمشیرہ صاحبہ میرے بہنوئی مولانا الحاج حضرت الدین صاحب رحمتہ اللہ کے ہمراہ حج کو تشریف لے گئیں حج سے واپسی کے کچھ دن بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک بچی عطا فرمائی جس کا نام فاطمہ تجویز ہوا 1939ء میں دوران اعتکاف سیدِدوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار اقدس کی زیارت کا شرف ہوا حضرت مدنی قدس سرہ نے اس کی تعبیر فرمائی کیا تعجب ہے ۔ حج و زیارت کی دولت نصیب ہوجائے ' چنانچہ ظاہری اسباب وسامان نہ ہوتے ہوئے بھی بحمدہ تعالیٰ پہلی مرتبہ حج وزیارت کی سعادت جنوری 1939میں حاصل ہوگئی یعنی 1932 کی خواب کی عملی تفسیر اور تعبیر سات سال بعد ظاہر ہوگئی ۔ الحمدللہ۔

دور حاضر کے امام تصوف شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا دامت برکاتہم مہاجر مدنی نے اپنی مرتبہ کتاب " فضائل درود شریف "میں کئی ایسے واقعات کو باسند ذکر فرمایا ہے' اگر چہ حضرت مدظلہم العالیٰ کا کسی بات کا فرمادینا یا نقل کردینا ہی سب سے بڑی دلیل ہے مگر پھر

دوسروں کے اطمینان کے لئے آپ نے باقاعدہ حوالہ جات دیئے ہیں اسی کتاب میں
دو واقعے نقل کیئے جاتے ہیں ' آپ نے فرمایا۔

حضرت اقدس شیخ المشائخ مسند ہند امیرالمومنین فی الحدیث حضرت شاہ ولی اللہ نور اللہ مرقدہ اپنے رسالہ " حرز ثمین فی مبشرات النبی الامین " جس میں انہوں نے خواب یا مکاشافات اپنے یا اپنے والد ماجد کے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت کے سلسلے میں تحریر فرمائے ہیں' اس میں 15میں تحریر فرماتے ہیں کہ میرے والد نے مجھ سے فرمایاکہ وہ ایک دفعہ بیمار ہوئے تو خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی ،حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا' میرے بیٹے کیسی طبیعت ہے۔ اس کے بعد شفاء کی بشارت عطافرمائی اور اپنی داڑھی مبارک سے دو بال مرحمت فرمائے مجھے اسی وقت صحت ہوگئی اور جب میری آنکھیں کھلی تو وہ دونوں (بال مبارک) میرے ہاتھ میں تھے' حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت والد صاحب نور اللہ مرقدہ نے ان دونوں بالوں میں سے ایک مجھے مرحمت فرمایا تھا۔ (فضائل درود شریف143)(ف)

حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ نے ان دونوں بالوں کی خصوصیت یہ بھی فرمائی ہے کہ

اولاباہم پیچیدہ مے باشند چوں درود خوانده شود ہریکے جدا

ایستد" (انفاس العارفین ص 14 مطبوعہ 1315ھ 1897ء (ترجمہ) یہ دونوں مبارک بال آپس میں پیچیدہ ہوتے ہیں جب درود شریف پڑھا جاتا ہے تو علیحدہ علیحدہ ہوکر کھڑے ہوجاتے ہیں

ان واقعات مبارکہ اور شک کرنے والوں کے لئے حضرت شیخ الحدیث نے اسی کتاب میں
فرمایا

ان قصوں میں کچھ تردد نہ کرنا چاہئے اس کہ احادیث صوم وصل میں انی یطعمنی ربی ویسقینی (مجھے میرارب کھلاتا اور پلاتا ہے) میں ان چیزوں کاماخذ دراصل موجود ہے اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان انی لست کھیئتکم (کہ میں تم جیسانہیں ہوں) کلام کے اعتبار سے اگر کسی خوش نصیب کو یہ کرامت حاصل ہوجائے تو کوئی مانع نہیں' اہل سنتہ کا یہ عقیدہ ہے کہ کرامات اولیاء برحق ہیں 'قرآن پاک میں حضرت مریم علیہ السلام ان کے پاس تشریف لے جاتے تو ان کے پاس کھانے پینے کی چیزیں پاتے اور ان

Scanned with CamScanner

سے دریافت فرماتے کہ اے مریم، یہ چیزیں تمہارے پاس کہاں سے آئیں، وہ کہتیں کہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے آئیں ہیں بے شک اللہ تعالیٰ جس کو چاہے بے استحقاق رزق عطافرمادیتے ہیں ' درمنشور" کی روایات میں اس رزق کی تفاصیل وارد ہوئی ہیں کہ بغیر موسم کے انگوروں کی زنبیل بھری ہوئی تھی اور گرمی کے زمانے میں سردی کے پھل اور سردی کے زمانے میں گرمی کے پھل

یارب صل وسلم دائماابدا
علیٰ جیبک خیراخلق کلھم

(کتاب مذکورہ 145)

(ف)ایسے واقعات پر امام محدبن موسیٰ بن النعمان (م634ھ)کی کتاب بہ نام مصباح الظلام فی المستعیثین بخیر الانام فی التیقظتہ والمنام ہے نیز شیخ ابو عبیداللہ شمس الدین محد بن موسیٰ بن نعمان مراکشی مالکی (م 683ھ)نے بھی اسی موضوع پر ایک مستقل کتاب لکھی ہے ۔ (کشف)اور یہ کتاب دارالکتب المصریہ میں قلمی محفوظ ہے (رسائل کوثری397)

جامعہ عثمانیہ پشاور الحمداللہ صوبہ سرحد کا ممتاز علمی اور اصلاحی تربیت گاہ ہے ۔ اس گلشن نبوت کی آبیاری میں حصہ لیکر اپنی مال کو قیمتی بنائیں۔

کیا آپ کو پتہ ہے ؟ کہ آپ کے حال مال سے جامعہ عثمانیہ کا ایک کمرا بن کر آپ کے لئے صدقہ جاریہ بن سکتا ہے ۔

مسلم معاشرے کا سب سے بڑا اور اہم کردار (عالم)

مولانا ذاکر حسن نعمانی

انسان مدنی اطلبع ہے۔ مل جل کر رہنا چاہتا ہے۔ اس کے لئے الگ تھلگ گزارنا انتہائی دشوار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کے کسی خطے میں کوئی انسان بھی آپ نظر نہ آئے گا جو کسی ویرانے میں اکیلا آباد ہو اور آبادی اس سے بہت دور ہو۔ ایسا سکتا ہے کہ ہنگامہ شہر سے دور کسی پرسکون اور خوشگوار مقام پر گھر بنالے لیکن ہو فاصلے پر گھر بنائے گا کہ اپنی ضروریات پوری کرنے کے لئے کسی آبادی یا شہر سے ضرورت رجوع کرسکے۔ تمام انسانوں مین ایک دوسرے کے لئے زبردست احتیاج پایا ہے۔ ہر انسان محتاج بھی ہے اور محتاج الیہ بھی۔ معاشرے میں چند قسم کے افراد ہیں۔ ڈاکٹر، انجینئر، سائنس دان، تاجر، زمیندار، کاریگر، مزدور، نائی، نانبائی، باورچی، فوجی، سپاہی، عالم اور بڑھئی وغیرہ۔ ان تمام افراد کا معاشرہ میں بڑا اہم ار ہوتا ہے۔ یہ تمام افراد بوقت ضرورت ایک دوسرے کے کام آتے ہیں۔ ان میں کسی ایک کی کمی کی وجہ سے سارے معاشرہ کو بڑی تکلیف ہوتی ہے۔ اگر کسی علاقہ ڈاکٹر نہ ہو تو لوگ علاج کے لئے دور دراز کی مسافت طے کرتے ہیں۔ ڈاکٹر کو اگر مزدور کی ضرورت پڑتی ہے تو اس کی تلاش میں مارا مارا پھرتا ہے۔ مزدور بیمار ہوتا تو ڈاکٹر کا رخ کرتا ہے۔ کسی کو کسی شرعی مسئلہ کی ضرورت ہو تو عالم کی طرف رجوع ہے۔ اس احتیاط کی وجہ سے معاشرہ کے تمام افراد تسبیح کے دانوں کی طرح ایک لڑی ملے جلے ہوئے ہیں۔

ان مذکورہ افراد کی اہمیت میں بڑا فرق ہے۔ بعض کی اہمیت بعض سے زیادہ ہے کی طرف ضرورت زیادہ پڑتی ہے کس طرف کم۔ ان افراد میں لوگ بعض کو معزز ہیں اور بعض کو گھٹیا۔ حالانکہ شرعی نقطہ نگاہ سے یہ تصور صحیح نہیں۔ کیونکہ اللہ الہی حکمت بالغہ کے تحت دنیا کے اس نظام کو چلا رہے ہیں کوئی ڈاکٹر بن رہا ہے کوئی

تاجر اور زمیندار۔ کوئی لوہار بن رہا ہے کوئی عالم ہر انسان کے اندر ایک خاص قسم کی صلاحیت ودیعت فرمائی ہے جس کی وجہ سے معاشرہ قائم و دائم ہے خوشی اور ترقی کی طرف رواں دواں ہے یہ دنیا ایک کھیل ہے اور اس کا ہر فرد ایک کھلاڑی ہے ہر کھلاڑی اپنی باری پوری کرکے رخصت ہو جاتا ہے لیکن کھیل ختم نہیں ہو رہا۔ کتنے ڈرائیور عالم جاوید ان کی طرف سدھار گئے لیکن گاڑیاں چل رہی ہیں اس لئے کہ ان کی جگہ نئے ڈرائیوروں نے لے لی ۔ بے شمار ڈاکٹر انتقال کر گئے لیکن ہسپتال دن رات علاج معالجہ میں مشغول ہیں اس لئے کہ نئے نئے ڈاکٹر بن رہے ہیں جو بہ طریق احسن کام چلا رہے ہیں۔ کتنے ائمہ اور خطیب وفات پا گئے لیکن امامت اور خطابت کا کام جاری ہے۔ کتنے دین کا کام کرنے والے پردہ فرما گئے لیکن دین کا کام اور محنت جاری ہے۔ یہ تمام کھیل قیامت تک جاری رہیں گے۔ لیکن کردار بدلتے رہیں گے۔ جب تک اللہ تعالیٰ کو دنیا کا قائم رکھنا منظور ہو اس وقت تک کام چلانے والے بدلتے رہیں گے۔

معاشرہ کی ان تمام کردار کی اہمیت اور ضرورت کا کوئی انکار نہیں کر سکتا لیکن ان میں سب سے اہم اور بڑا کردار عالم ہے۔ اگر معاشرہ میں دس اہم کردار ہیں تو گیارہواں عالم ہوگا۔ اگر گیارہ اہم افراد کی ضرورت ہے تو بارہواں عالم ہوگا۔ عالم ایک کردار ہے اور بقیہ کردار زیادہ ہیں یہی وجہ ہے کہ دیگر کرداروں کے پیدا کرنے والے ادارے زیادہ ہیں مثلاً" سکول، کالج، یونیورسٹی، بازار، منڈی، فیکٹری اور دفاتر وغیرہ ان تمام کرداروں کے مقابلہ میں عالم اکیلا ہے اس کے لئے وہ ادارہ جہاں سے ایک باصلاحیت عالم پیدا ہو وہ مدرسہ اور جامعہ ہے۔ اس لئے دینی ادارے کم ہوں گے اور دنیاوی ادارے زیادہ ہوں گے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ عالم ایک کردار ہے لیکن اس کا پلہ سب پر بھاری ہے۔ ڈاکٹر صرف علاج کرتا ہے بڑھئی صرف فرنیچر بناتا ہے۔ زمیندار صرف غلے اگاتا ہے ہر ایک فن کا دوسرا محتاج ہے کسی فن کا عاری ماہر فن کی طرف رجوع کرتا ہے لکن ہر فن کار کا اپنا اپنا دائرہ کار ہے۔ اپنے دائرہ عمل سے نہیں نکل سکتا ایک ڈاکٹر بڑھئی کا کام نہیں کر سکتا۔ ایک بڑھئی ڈاکٹری نہیں کر سکتا۔ ایک ماہر معلم و مدرس اچھا انجینئر نہیں بن سکتا۔ ہر ایک ماہر فن اپنے فن کا دوسروں کو فائدہ پہنچا رہا ہے۔ لیکن معاشرہ کے تمام ماہرین فن ہر وقت ایک عالم کے محتاج ہوتے ہیں ہر ایک ماہر فن کو اپنے

ہیں شرعی مسئلہ کی ضرورت ہوتی ہے جس کی وجہ سے بہ یک وقت سب اہم کردار
ماہر عالم کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ صنعتی انقلاب اور طب جدید کی وجہ سے بے
نے مسائل پیدا ہوئے ہیں اور ہو رہے ہیں ان تمام مسائل کے شرعی حل کی
ضرورت ایک عالم ہی پورا کرتا ہے معاشرہ کے تمام اہم کردار عالم کا اس میں ہاتھ نہیں بٹا
سکتے۔ ہاں ماہرین فن صرف مسئلہ کی نوعیت اور حقیقت واضح کرتے ہیں لیکن اس کا
شرعی حل صرف ایک عالم بن بتائے گا۔ خوشی کا موقع ہو یا غمی کا۔ نجی محفل ہو یا کوئی
کانفرنس۔ سفر ہو یا حضر۔ مدرسہ کا ماحول ہویا باہر کا ماحول ہر جگہ لوگ عالم سے کوئی نہ
کوئی مسئلہ دریافت کر سکتے ہیں اور کرتے ہیں۔ عالم کی طرف سے کسی پر کوئی پابندی
نہیں ہوتی۔ نہ کوئی فیس مقرر ہوتی ہے ان کے مقابلہ میں ڈاکٹر، وکیل یا کس اور ماہر
فن سے ہر جگہ ہر محفل میں اس کے فن کے متعلق کوئی مسئلہ دریافت کرنا نہ مناسب
ہے نہ ماہرین فن اس کی اجازت دیتے ہیں۔ اور نہ مفت کسی کو مشورہ دیتے ہیں۔ کتنی
بھاری بھاری فیسیں مقرر ہیں۔ لوگ فیس ادا کرکے ان سے مستفید ہوتے ہیں۔ لیکن
کسی عالم نے آج تک کسی سے کوئی فیس نہیں لی نہ کوئی شرط لگائی ہے کہ فلاں جگہ
مسئلہ پوچھنا اور فلاں جگہ نہ پوچھنا بلکہ ہر جگہ ہر وقت اور ہر محفل میں مسئلہ بڑی خوشی
سے بتا دیتے ہیں۔ کیونکہ ان کا بتایا ہوا مسئلہ دنیا و آخرت کے اعتبار سے بڑا اہم ہوتا ہے
سب سے مقدم اس میں اللہ کی رضا اور ثواب کا تصور ہوتا ہے۔

ایک ڈاکٹر بھی عالم سے مسئلہ دریافت کرتا ہے۔ انجینئر بھی، غرض ہر اہم فرد
اس کی طرف رجوع کرتا ہے۔ تمام لوگوں کا اسی پر ہجوم ہوتا ہے۔ معاشرہ کے تمام اہم
کردار اسکی طرف محتاج ہیں۔ ڈاکٹر پر صرف بیماروں کا ہجوم ہوتا ہے۔

وکیل پر ملزموں اور مجرموں کا ہجوم ہوتا ہے ہر ماہر فن کی طرف صرف اس کے
متعلقین رجوع کرتے ہیں۔ جبکہ تمام ماہرین فن کے سب متعلقین عالم کی طرف شرعی
مسئلہ کے دریافت کے لئے رجوع کرتے ہیں۔

باوجود اس کے کہ ایک ماہر عالم معاشرہ کا اتنا اہم اور بڑا کردار ہے چند بدبخت
ان اہم کردار (عالم) کی معاشرہ میں ضرورت میں محسوس نہیں کرتے۔ بلکہ ایک عالم کو
معاشرہ پر بوجھ محسوس کرتے ہیں اس لئے یہ کم فہم لوگ علماء کو مشورہ دیتے ہیں کہ

مدارس میں دوران تعلیم اور حصول علم کے ساتھ کوئی فن سیکھیں تاکہ عملی زندگی میں معاشرہ پر بوجھ نہ ہو۔ مدرسہ میں سیکھے ہوئے فن کی وجہ سے اپنے لئے دو وقت کی روٹی کمائے گا۔ حالانکہ یہ مشاورین یہ نہیں سوچتے کہ مدرسہ کا فارغ فراغت کے بعد دیگر ماہرین فن کی طرح ایک فرد بن جائے گا۔ اس کی علمی حیثیت بے فائدہ ہو کر رہ جائے گی۔ اس کا اپنا کردار ختم ہو کر رہ جائے گا۔ حالانکہ یہ ایک اہم کردار تھا۔ اگر عالم پیٹ کی کمائی کے لئے دیگر افراد کی طرح صبح سے شام تک تگ و دو شروع کردے تو مسلمانوں کے بچوں کی دینی پڑھائی وغیرہ کا کون ذمہ دار ہوگا۔ نمازیں کون سکھائے گا۔ جنازے کون پڑھائے گا اور مسائل کون حل کرے گا۔ جس طرح ایک ڈاکٹر صرف اپنے فن کی طرف ہمہ تن متوجہ ہوتا ہے۔ اور حکومت اس کی کفیل بن کر تمام ضرورتیں پوری کرتی ہے اگر ڈاکٹر کو یہ مشورہ دیا جائے کہ آپ معاشرہ پر بوجھ ہیں۔ لہٰذا آپ اپنے پیٹ کے لئے کوئی اور دھندہ شروع کریں تو آہستہ آہستہ ڈاکٹروں کی جنس ناپید ہو جائے گی۔

اسی طرح ایک عالم کے بارے میں معاشرہ اور حکومت پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ایک عالم کی تمام ضروریات پوری کی جائیں تاکہ عالم یکسوئی کے ساتھ اپنے فرائض سرانجام دے۔ لیکن اللہ کا احسان ہے کہ باوجود حکومت کی بے توجہی کے ایک عالم اللہ کے بھروسہ پر اپنا فریضہ ادا کر رہا ہے۔ ہاں معاشرہ کے متدین حضرات عالم اور مدرسہ کا اس سلسلہ میں بھرپور تعاون کرتے ہیں۔ جس کی وجہ سے مدارس چل رہے ہیں۔ بڑے بڑے علماء پیدا ہو رہے ہیں لیکن حاکم وقت اور حکومت کی اس بارے میں جو ذمہ داری تھی اس کی ان کو فکر نہیں۔ ڈاکٹر انجینئر یا کسی اور اہم فرد کو حکومت نوکری، رہائش اور آمد و رفت کے لئے گاڑی تک مہیا کرتی ہے جبکہ دینی ادارہ کا ایک بڑا شیخ الحدیث روڈ پر کھڑا کسی بس وغیرہ کی آمد کا انتظار کرتا رہتا ہے۔ بس میں بیٹھے لوگ اس کی شکل و صورت کو دیکھ اپنی سیٹ اس کے لئے خالی کر دیتے ہیں جبکہ بس میں جگہ نہ ہو۔ یا پھر کھڑے کھڑے دوسری سواریوں کی طرح سفر کرتا ہے مطالعہ کے لئے کسی کتاب

ضرورت ہو تو خرید نہیں سکتا۔ حالانکہ اس کتاب کی اس کو اشد ضرورت ہوتی ہے
لکھ کر چھاپنا چاہے تو جیب اس کی اجازت نہیں دیتی۔ نہ ملک میں ایسی دینی
جگہ مہیا ہیں کہ ہر عالم بوقت ضرورت اپنی علمی پیاس بجھا سکے۔ اس کے
یاں ہر

میں طب وغیرہ لیں ہر قسم کی کتاب مہیا ہو سکتی ہے۔ حکومت اس کی کتنی سرپرستی
ہے اور مدرسہ سے فارغ التحصیل ہونے والے معاشرہ کے تمام اہم کرداروں کے
ہر سال بجٹ سے بھاری رقوم مختص کی جاتی ہے۔ جبکہ مساجد اور مدارس ان بے
اور مجبور علماء کو سب سے اول معیشت کا مسئلہ درپیش ہوتا ہے جس کے لئے قابل
ذی استعداد فضلاء کس کاروبار، سرکاری نوکری یا سکول، کالج میں تدریسی خدمات کو
دیتے ہیں جس کی وجہ سے ملک و قوم مستقبل کے ایک بے مثال عالم سے محروم ہو
ہے اگر حکومت ان ذی استعداد علماء کی ضروریات کی کفیل بن جائے تو اس ترقی
دور کے اندر نت نئے مسائل کے حل کے لئے قابل فخر علماء کی ایک بہترین کھیپ
ہو سکتی ہے لیکن جب سے پاکستان اسلام کے نام پر معرض وجود میں آیا ہے اس
سے لیکر آج تک ساری قوت اگر علم اور اہل علم کے مخالف نہیں رہی تو موافق
نہیں رہی ہے لہذا معاشرہ اور صاحبان اقتدار کا فرض ہے کہ دیگر افراد کی طرح
ان معاشرہ میں عالم کو بھی ایک اہم ستون سمجھیں۔ جس طرح پورا معاشرہ مختلف قسم
افراد کی طرف احتیاج رہتا ہے۔ اس طرح عالم کی طرف بھی پورا معاشرہ کا محتاج رہتا
خدا کرے کہ ہمارے اس معاشرہ میں ایک عالم کو بھی اس کا صحیح مقام مل جائے
معاشرہ ہر لحاظ سے کامل و اکمل رہے۔

تقسیم کے چند احکام

مفتی غلام الرحمٰن

(1) :- چونکہ تقسیم قابلِ عمل تصرف ہے۔ اس لئے ایک دفعہ تقسیم مکمل ہونے کے بعد اس کا توڑنا اور دوبارہ کرنا سعی لا حاصل کے مترادف ہے۔ اور نہ ہی تقسیم مکمل ہونے کے بعد کسی کو رجوع کی گنجائش ہے۔

(2) تقسیم اگر مختلف اجناس کی ہو۔ تو اس کی حقیقت بیع (مبادلہ) سے مختلف نہیں۔ اس لئے اس میں طرفین کو خیار شرط (بشرطیکہ طرفین یا کوئی ایک تقسیم کے وقت رکھے) خیار عیب اور خیار رؤیت حاصل رہیں گے۔ البتہ جہاں کہیں افراز (علیحدگی) کی حقیقت غالب ہو۔ تو اس میں صرف خیار عیب حاصل رہے گا۔

خیار شرط اور خیار رویت کا حق حاصل نہیں۔[1]

(3) تقسیم مکمل ہونے کے بعد ہر ایک شریک جب اپنے حصے پر قبضہ کرے۔ تو مالک ہو کر ہر قسم کے تصرفات کرنے کا حق حاصل ہے۔[2]

(4) تقسیم کے لزوم کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ کہنا بے جا نہیں۔ کہ تقسیم اگرچہ نہیں توڑی جا سکتی۔

لیکن چند صورتوں میں تقسیم کو کالعدم قرار دینا جائز ہے۔

(ا) :- اگر میت کی جائیداد کی تقسیم کے بعد میت کے ذمہ واجب الادا قرض نکل آئے۔ جو تمام جائیداد پر محیط ہو۔ تو تقسیم کالعدم رہیگی۔ کیونکہ قرضوں کی ادائیگی میت کے زاتی حقوق کا حصہ ہے۔ جو ورثاء کے حق سے مقدم ہے۔ اگر قرض تمام جائیداد پر محیط نہ ہو پھر بھی غرماء کے حق کی وجہ سے تقسیم درست نہیں۔

البتہ اگر تقسیم شدہ جائیداد کے علاو کہیں اتنا مال موجود ہو۔ جس سے قرضداروں کے

---

[1] مجلۃ الاحکام 54، 1103

[2] الفقہ الاسلامی وادلتہ 686/5

Scanned with CamScanner

ے ہو سکیں۔ یا پہلی صورت میں ورثاء خود قرض ادا کریں۔ تو پھر تقسیم توڑنا

یں۔ تقسیم توڑنے کیلئے ایک سبب یہ بھی ہے۔ کہ کہیں دوسرا وارث یا
اختیاری
نکل آئے۔ کیونکہ ان کی عدم موجودگی میں تقسیم میں ان کی رائے شامل نہ
تقسیم میں جملہ شرکاء کی رائے کا شمول ضروری ہے۔[1]
اختیاری
وں کی بیشی سے تقسیم کی صحت پر کوئی خاص اثر نہیں پڑتا۔ لیکن جہاں کہیں "
ش" پیدا ہو۔ تو وہاں تقسیم توڑ کر دوبارہ کی جائیگی خواہ اختیاری تقسیم ہو یا جبری۔[2]
مستحق کے نکل آنے پر جب اس کا حصہ شائع ہو۔ تو تقسیم دوبارہ کی جائیگی۔[3]
کوئی ایک شریک تقسیم کے بعد یہ دعویٰ کرے۔ کہ میرا حصہ مجھے نہیں دیا گیا۔
شال شریک کے پاس ہے۔ اس لئے تقسیم دوبارہ کی جائے۔ ایسی حالت میں محض
اعتبار نہیں۔ اس لئے ایسے دعویٰ سے تقسیم پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ البتہ باقاعدہ
ی گواہی سے اس کا دعویٰ ثابت ہو جائے۔ اگرچہ تقسیم کنندگان کی گواہی کیوں نہ
پھر تقسیم توڑی جا سکتی ہے۔ جہاں کہیں گواہان میسر نہ ہوں۔ تو مدعی کے دعویٰ
کیلئے شرکاء کو قسم دی جائیگی۔ اور جو شریک قسم کھانے سے انکار کرے۔ اس
یں تقسیم کالعدم رہیگی۔[4]

تقسیم کار کا طریقہ کار

اں کہیں کسی عین کی تقسیم مفید نہ ہو۔ یا شرکاء کسی خاص مصلحت کی وجہ سے
ی حالت پر چھوڑ کر اس کے منافع اور آمدنی کی تقسیم کرے۔ اس میں کوئی حرج
یں "تھایو" کا زیادہ اعتبار ہوتا ہے۔ البتہ "شرکت العقود" میں قابل تقسیم بنیادی
فع ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ جب تک منافع کا ظہور نہ ہو۔ تو مضاربت
یں کسی تقسیم کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ وہاں یہ شرکت تب آتی ہے۔

الاحکام المادہ 1161
کامل بن مصطفیٰ، الفتاویٰ الکاملیہ فلحوارث شاد الطرابلسیہ، مکتبہ بنوریہ کوئٹہ 1988ء/ 229
4/ 357
/355

جب منافع ظاہر ہوں۔ ورنہ رب المال کو راس المال دینے سے قبل موقوف رہے گی۔

تقسیم کے وقت منافع سے پہلے خرچہ منہا کیا جائیگا۔ اگر کہیں خرچہ منافع سے متجاوز ہو۔ تو "راس المال" سے خرچہ وصول کیا جائیگا۔ اور اگر منافع زیادہ ہو۔ تو خرچہ اور راس المال مجموعہ آمدنی سے الگ کر کے جو باقی رہے۔ وہ حسب معاہدہ تقسیم ہو
جہاں کہیں "راس المال" کا وجود نہ ہو۔ مثلاً "شرکت الوجوہ" یا شرکت العامل ہو۔ تو اس میں خرچہ منہا کر کے بقیہ آمدنی شرکاء میں حسب معاہدہ تقسیم ہو گی۔

منافع کے وجود کو اس وقت تک اعتبار نہیں جب تک عقد پایہ تکمیل تک نہ پہنچے ممکن ہے۔ کہ ایک وقت میں منافع ہو لیکن دوسرے وقت کا خسارہ اس منافع کو یکسر ختم کر دے۔ اس لئے اگر کہیں جلد بازی سے کام لیکر منافع کاروبار کے اختتام سے قبل تقسیم کیا گیا۔ اور بعد ازاں کاروبار میں خسارہ پیش ہو۔ تو خسارہ پورا کرنے کیلئے گزشتہ منافع واپس کیا جائیگا۔[2]

معاہدہ ابتداء سے لیکر انتہاء تک متصور ہو گا۔ اس لئے عقد کا منافع بخش یا نقصان وہ ہونا معاہدہ کے اختتام پر ظاہر ہوتا ہے۔ البتہ اگر معاہدہ ایک دفعہ ختم ہو۔ اور دوبارہ تجدید معاہدہ ہو۔ تو موجودہ معاہدہ سابقہ معاہدہ سے[3] الگ متصور ہو گا۔ ہر ایک کے نقصان یا فائدے کا دائرہ کار ایک دوسرے سے الگ ہو گا۔ اگر منافع قرض کی صورت میں باقی رہے۔ تو وصولی سے قبل اس کی تقسیم کا اعتبار نہیں اس لئے مشترکہ کاروبار میں جو قرض وصول ہو۔ وہ جملہ شرکاء کا مشترکہ حق ہو گا۔ اگرچہ کسی ایک شریک کے حوالہ کیا گیا ہو۔[4]

مفاوضہ کے منافع میں مساوات ہوتی ہے۔ لیکن شرکت کے دوسری اقسام میں مال یا ذمہ داری نہیں تفاوت کی وجہ آمدنی میں تفاوت رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ شرکت اضطراری میں قبل التقسیم اگر مشترکہ سرمایہ سے کوئی منافع حاصل ہوں۔ تو ملکیت کی

لہ الفتاویٰ الہندیہ 4/ 321

۲ھ ہدایہ 3/ 221

۳ھ ہدایہ ایضاً

۴ھ مجلۃ الاحکام ایضاً مجلۃ الاحکام

...معہ عثمانیہ سے عثمانیہ کالونی تک

1992ء میں جامعہ عثمانیہ کے قیام سے قبل یہ علاقہ غفار آباد کے نام سے یاد کیا جاتا
گزشتہ سال علاقے کے نوجوانان کے پرخلوص جذبہ خدمت کی وجہ سے ایک علاقائی
"تنظیم نوجوان" معرض وجود میں آئی۔ جس کا صدر جمال خان آفریدی اور سیکرٹری
...مقرر ہوا۔ تنظیم ہذا باقاعدہ رجسٹرڈ ہے اور علاقائی اعتبار سے خدمت میں بڑھ چڑھ
...ل لے رہی ہے اس تنظیم کی یہ خوبی ہے کہ یہ ایسے نوجوانوں پر مشتمل تنظیم ہے جو
...س دین دار اور علم دوست ہیں یہی وجہ ہے کہ علاقہ میں فواحش بے دینی اور بے
...ے انسداد میں ہروقت یہ تنظیم پوری طرح متحرک نظر آتی ہے۔

گزشتہ سال ایک قرارداد کے ذریعہ تنظیم ہذا نے متفقہ طور پر جامعہ عثمانیہ کی دینی
...ں کو مدنظر رکھتے ہوئے متفقہ طور پر جامعہ کی مناسبت سے یہ علاقہ "عثمانیہ کالونی" کے
...ے موسوم کرکے کارپوریشن سے باقاعدہ منظوری حاصل کی ہے۔ چنانچہ ابھی جملہ
...ی کاغذات میں "عثمانیہ کالونی" کے نام سے کارروائی کی جاتی ہے۔ علاقہ کے عوام و
...نے تنظیم کے اس دین دوستی جذبہ کو خوب سراہا ہے۔ ادارہ العصر اپنی طرف سے
...ے جملہ اراکین کا شکریہ ادا کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تنظیم ہذا کو دینی اور
...دمات میں عظیم سے عظیم کامیابی نصیب فرمائے۔ آمین

بقیہ صـ ۴۲

...بھی حسب حصص مشترک رہیں گے۔ البتہ اگر ورثاء بغیر کسی معاہدہ کے "شرکت
...میں شرکت العقود جاری رکھیں یعنی ورثاء مورث کی جائیداد تقسیم کرنے سے
...ں میں کاروبار شروع کریں۔ اور جملہ شرکاء کاروبار میں حصہ لیں۔ تو منافع بھی
...رہیں گے۔ لیکن یہ شرکت الاملاک متصور ہو گی۔[1]
لہذا تقسیم حصص پر مبنی ہو گی۔ لیکن اگر ایک وارث جائیداد متروکہ میں انفرادی
کاروبار کرکے منافع کمائے۔ ظاہر ہے۔ کہ شرکاء کی اجازت کے بغیر ان کے مال میں
...ف کرنا مناسب نہیں۔ لیکن کسی معاہدہ نہونے کی وجہ سے دوسرے شرکاء منافع
...ہ داری کے دعویٰ کا حق نہیں رکھتے۔ اس کا حقدار وہی شخص ہو گا جس نے
...ر کے کمایا ہے۔[2]

لمہ مجلۃ الاحکام المادہ 1101 — کلمہ الفتاویٰ الکاملیہ / 49

جامعہ کی تقریب یوم سرپرستان

مولانا حسین احمد صاحب
ناظم تعلیمات جامعہ عثمانیہ پشاور

اگر ایک خوبصورت اور سرسبز و شاداب باغ کا مالی پودوں اور پھولوں کو بروقت پانی دیتا رہے لیکن باغ کے مختلف حصوں میں اگنے والی جھاڑیوں اور خودرو پودوں کو جڑ سے اکھاڑ کر باغ کو صاف نہ کرے تو کچھ ہی عرصہ بعد یہ ہرا بھرا باغ خوفناک جھاڑ جھنکاڑ میں تبدیل ہو کر رہ جائے گا۔ بالکل اسی طرح اگر تعلیم کے ساتھ ساتھ اصلاح و تربیت اور تعمیر اخلاق نہ ہو تو تعلیم صرف ذہنی عیاشی بن کر رہ جائے گی اور اس کے خاطر خواہ اثرات مرتب نہیں ہوں گے۔ مادہ پرستی اور جدید فتنوں کے اس دور میں طلبہ علوم اسلامی کو اگر اللہ کی ذات پر غیر متزلزل ایمان و ایقان، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کی حقانیت پر کامل یقین و اعتماد رسوخ فی العلم اور اسلامی اخلاق و اقدار سے لیس نہ کیا جائے تو آگے چل کر سفر زندگی میں قدم قدم پر وہ طرح طرح کے فتنوں میں گھرتے چلے جائیں گے۔ اور قوم ان کی دینی رہنمائی سے محروم ہوتی جائے گی۔ جس کے نتائج ہلاکت خیز ہوں گے۔

جامعہ عثمانیہ کے یوم تاسیس سے ہی تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت کو پوری اہمیت دی جاتی رہی ہے۔ اسی وجہ سے روز اول سے طے کیا گیا ہے کہ جامعہ میں غیر رہائشی طالب علم کو داخلہ نہیں دیا جاتا۔ بلکہ جامعہ میں زیر تعلیم تمام طلبہ کی رہائش جامعہ ہی میں لازم قرار دی گئی ہے۔ اور ان کی تربیت کے لئے تین چار استادوں کی جامعہ میں ہی رہائش ہوتی ہے جو ان کی نشست و برخاست اور اعمال و اخلاق پر نظر رکھتے ہیں۔ روزانہ عصر کی نماز کے بعد حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کے ملفوظات کی تین چار منٹ تعلیم ہوتی ہے۔ ہر بدھ کو مغرب سے عشاء تک تربیت کے حوالے سے حضرت مہتمم صاحب کا تمام طلبہ سے خطاب ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ مقتضائے حال کے مطابق تربیت کے لئے مختلف طریقے اختیار کئے جاتے ہیں لیکن اس کے باوجود ہم یہ سمجھتے ہیں کہ طالب علم کی تربیت میں ادارے کے منتظمین کے ساتھ اگر طلبہ کے سرپرستوں کا اشتراک فکر و عمل اور تعاون نہ ہو تو صرف اساتذہ و منتظمین کی کوشش و محنت کے بہتر

اور خاطر خواہ نتائج برآمد نہیں ہو سکتے۔ اسی خیال کے پیش نظر جامعہ ہر سال یوم سرپرستان کی تقریب منعقد کرتا ہے جس کا اصل مقصد تو تربیت کے حوالے سے جامعہ کی سعی و کوشش سے طلبہ کے سرپرستوں کو آگاہ کرنا اور اس سلسلے میں ان پر عائد ہونے والے فرائض اور ذمہ داریوں سے ان کو مطلع کرنا ہوتا ہے لیکن تقریب کی مناسبت سے اس موقع پر مختلف اور متنوع موضوعات پر طلبہ کے درمیان تقریری مقابلہ بھی کرایا جاتا ہے جو تقریب کو مزید دلچسپ اور مفید بنا دیتا ہے۔

پچھلے ماہ دس اگست کو یوم سرپرستان کی تقریب ہوئی جس میں طلبہ کے سرپرستوں کے علاوہ شہر بھر کے جید علمائے کرام اور جامعہ کے مخلصین و معاونین نے شرکت کی تقریب کا آغاز مولانا مفتی حفیظ الرحمن صاحب نائب مہتمم دارالعلوم سعیدیہ اوگی کی صدارت میں تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ تلاوت کے فوراً بعد صوبہ سرحد کے ہردلعزیز، مایہ ناز اور مشہور خطیب مولانا محمد امیر بجلی گھر نے خطاب فرمایا۔ اسلئے کہ ان کو کسی اور تقریب میں جانا تھا۔ ان کے خطاب کے بعد جامعہ کی مجلس شوریٰ کے رکن حاجی غیاث الانام صاحب نے صاحب جامعہ کے بارے میں اپنی نظم کچھ اس لے اور انداز سے سنائی کہ پوری مجلس کو لوٹ لیا۔ اور ہر ایک سے داد وصول کی۔ بعدازاں طلبہ کے درمیان تقریری مقابلہ شروع ہوا۔ مختلف درجات کے طلبہ نے موقع و محل اور مجلس کی مناسبت سے مختلف موضوعات پر بہترین تقریریں کیں۔ محمد شاہد، شاہ اسلام اور محمد اقبال نے ترانہ دارالعلوم دیوبند سنایا۔ جس میں ام المدارس ازھر الھند دارالعلوم دیوبند زادھا اللہ شرفاً" اور اکابر دارالعلوم کی دینی و سیاسی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا گیا۔ ترانے سے کوئی شخص متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ اکابر کے تذکرے پر سینکڑوں آنکھیں اشکبار ہوئیں اور اس طرح دارالعلوم دیوبند اور اکابر کو صرف الفاظ کا ہی نہیں آنسوؤں کا نذرانہ بھی پیش کیا گیا مولانا مفتی حفیظ الرحمٰن صاحب، حاجی خوشحال باچا صاحب (موصوف تحریک آزادی کے نامور مجاہد حاجی صاحب ترنگزئی کے پوتے ہیں) اور مولانا محبوب الرحمٰن صاحب پر مشتمل منصفین کی ٹیم نے تقریری مقابلے میں عطاء الرحمٰن درجہ رابعہ کو اول، معراج الدین درجہ ثالثہ کو دوم اور احسان الرحمٰن درجہ ثانیہ کو سوم قرار دیا۔

Scanned with CamScanner

طلبہ کی تقاریر کے بعد راقم الحروف نے حاضرین کو جامعہ کے تعلیمی و تربیتی نظام اور طلبہ میں رسوخ فی العلم اور انہیں اعلیٰ اخلاقی اقدار سے مزین کرنے کیلئے ہونی والی شبانہ روز محنت و سعی سے آگاہ کیا اور اختصار کیساتھ سرپرست حضرات کو ان کا فرض یاد دلایا۔

جامعہ کے بانی و مہتمم مولانا مفتی غلام الرحمٰن صاحب نے اپنے خطاب میں علمائے کرام اور دوسرے شرکاء تقریب کا شکریہ ادا کیا اور اختصار کیساتھ جامعہ کے پانچ سالہ تعلیمی سفر، اس سلسلے میں پیش آمدہ مشکلات اور رب ذوالجلال کے بے پایاں فضل و احسان کا تذکرہ کیا اور شرکاء کو جامعہ کے تعلیمی و تعمیری منصوبوں کے بارے میں آگاہ فرمایا۔

تقریب کے مہمان خصوصی محدث کبیر حضرت مولانا محمد حسن جان صاحب شیخ الحدیث جامعہ امدادالعلوم پشاور تھے۔ انکا خطاب مستطاب "ختامہ مسک" کا مصداق تھا۔ حضرت مولانا نے اپنے خطاب میں ملک بھر میں پھیلے ہوئے مشنری سکولوں حکومت کے تحت چلنے والے تعلیمی اداروں اور مدارس دینیہ کا تقابلی جائزہ پیش کیا اور ہر ایک کے پس منظر اغراض و مقاصد کردار اور ملک و قوم پر ان اداروں کے پڑنے والے اثرات اور مدارس دینیہ کی خدمات کا تفصیل سے ذکر فرمایا بعد ازاں جامعہ کے امتحان چھار نیم ماھی میں امتیازی نمبرات حاصل کرنے والے اور تقریری مقابلے میں اول دوم سوم آنے والے طلباء میں دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے استاد حدیث حضرت مولانا عبدالحلیم دیروی نے انعامات تقسیم کئے اور انہی کی رقت آمیز دعا پر یہ مجلس اختتام پذیر ہوئی۔

ظہر کی نماز کے بعد سرپرست حضرات کے ساتھ حضرت مہتمم صاحب نے تفصیل سے گفتگو فرمائی۔ اور بچوں کی تربیت کے سلسلے میں انہیں ذمہ داریوں سے آگاہ فرمایا۔

تقریب کے اختتام کے بعد حضرت مولانا عبیداللہ چترالی صاحب کے ساتھ قومی اسمبلی کے رکن اور جمعیت کے پارلیمانی لیڈر مولانا محمد خان شیرانی صاحب مولانا سید نصیب علی شاہ صاحب مہتمم المرکز الاسلامی بنوں اور مولانا قاری محمد عبداللہ صاحب دوسرے مہمانوں کے ساتھ تشریف لائے۔ حضرت مہتمم صاحب سے ملاقات ہوئی۔ اور کچھ دیر جامعہ میں گزارنے کے بعد یہ معزز مہمان مردان کیلئے روانہ ہوگئے۔

۶ ستمبر

مسلمانان اسلام کی خدمت میں ہمدردانہ اپیل

یوں تو جامعہ عثمانیہ میں طلباء کے لئے رہائش کی ضرورت روز اول سے محسوس ہو رہی ہے لیکن سال رواں میں بعض ناگزیر وجوہات کی بناء پر ابتداء سال میں داخلہ کی فہرست میں چھتیس زائد طلباءِ یعنی منتظرین پر مشتمل رہی۔ یوں مقررہ ہدف ۱۰۵ سے متجاوز ہو کر منتظرین کی ۳۶ کی فہرست کی وجہ سے مجموعی طور پر داخلہ ۱۴۱ تک ممتد رہا۔ غیر متوقع طور پر مقررہ ہدف سے تجاوز کی وجہ سے دارالاقامہ کی کمی مزید شدت سے محسوس کی گئی۔ جس کے لئے فوری طور پر ایک مکان کرایہ پر حاصل کیا گیا۔ اس کے ساتھ گذشتہ ماہ سے جامعہ کے متصل خالی پلاٹ پر پندرہ کمروں پر مشتمل دو منزلہ ہاسٹل کی تعمیر شروع کی گئی ہے اور اس ہاسٹل کی تکمیل سے ۱۱۰ طلباء ٹھہرنے کی گنجائش پیدا ہوگی۔ شروع کی گئی تعمیرات یعنی پندرہ کمرے بمع برآمدہ ۵۵۵۰ فٹ کواڈ ایریا ہے یوں کم از کم خرچہ ایک فٹ پر ۳۵۰ روپے کے حساب سے ۵۵۵۰ x ۳۵۰ = ۱۹٬۴۲٬۵۰۰ یعنی ساڑھے انیس لاکھ روپے کا تخمینی خرچہ آئے گا۔ مدارس کے ایسے کاموں کے لئے پرخلوص جذبہ کی ضرورت ہے اور یوں بے لوث جذبہ خدمت سے یہ کام پورے ہوتے ہیں۔

درد دل رکھنے والے مسلمان بھائیوں اور بہنوں سے اس کار خیر میں حصہ لینے کی درخواست ہے کہ دل کھول کر اس میں حصہ لیں۔ اگر کسی صاحب کو مالی تعاون کی توفیق نہ ہو تو دو رکعات صلواۃ حاجت پڑھ کر جامعہ کے حق میں اللہ تعالی کے دربار میں اخلاص کی دعا بہترین تعاون ثابت ہو سکتا ہے۔

اللہ تعالی ہر ایک مسلمان کو قربانی کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

منجانب :۔ اراکین مجلس شوری

جامعہ عثمانیہ

Scanned with CamScanner

REGD. NO. P - 402
MONTHLY - AL - ASR PESHAWAR

بسم اللہ

جامعہ عثمانیہ کی آپ کی خدمت میں

ہمدردانہ اپیل

بحمد اللہ تعالی جامعہ عثمانیہ پشاور کی ظاہری اور باطنی ترقی میں آپ جیسے بے لوث خدام دین کی توجہات کا فعال کردار رہا ہے اس مختصر مدت میں خلاف توقع ترقی محض اللہ کے فضل و کرم اور آپ جیسے حضرات کی توجہات کی مرہون منت ہے وسائل فقدان کے باوجود گزشتہ سال سے جامعہ میں درجہ تخصص فی الفقہ الاسلامی والافتاء کا اجراء اور جامعہ کے ساتھ متصل مکان کی چار لاکھ روپے میں خریداری حوصلہ افزا اقدام ہے آپکو معلوم ہوگا کہ جامعہ کی تعلیمی و تعمیری کارکردگی اکتالیس رکنی مجلس شوریٰ کے موقر اراکین حضرات کے مشوروں اور فیصلوں کی تابع ہے جس کے لئے ہر سال جمادی الثانیہ کے آخری عشرہ میں اجلاس ہوتا ہے امسال 2 نومبر 1996ء کے منعقدہ اجلاس میں آئندہ تعلیمی سال نمبر 5 کے لئے درجہ خامسہ کے اضافہ اور دوسرے درجات میں جزوی اضافہ کو مد نظر رکھتے ہوئے 12'12'487 (بارہ لاکھ بارہ ہزار چار سو ستاسی روپے) تخمینی بجٹ کی منظوری دی گئی ہے جبکہ سال رواں میں جامعہ کے لئے متصل مکان کی خریداری کی وجہ سے جامعہ تین لاکھ سے زائد کا مقروض ہے۔ اللہ تعالی کی قدرت کاملہ پر ہم یہ یقین رکھتے ہیں کہ مجلس شوریٰ کے مخلص اراکین، علماء دیندار اور خدا ترس حضرات کے دستخط سے ثبت شدہ درخواست انشاء اللہ شرف قبولیت حاصل کرے گی لیکن عالم اسباب میں آپ جیسے درد دین رکھنے والے مسلمانوں سے رابطہ رکھنا اپنی ذمہ داری سمجھتے ہیں۔ اور امید رکھتے ہیں کہ آپکی حلال آمدنی میں یقیناً" جامعہ کا کچھ حصہ ہو گا۔

خدا کرے کہ آپکی زکوٰۃ عطیات سے جامعہ کے متوقع اخراجات اور قرض کا ناقابل تحمل بوجھ جزوی یا کلی طور پر پورا ہو اللہ تعالی ہمیں اور آپ سب کو اپنے دین کی خدمت کے لئے قبول فرمائے (آمین)

آپ کا خیر اندیش
مفتی غلام الرحمٰن
مہتمم جامعہ عثمانیہ نوتھیہ روڈ پشاور
فون: 273561

اکاؤنٹ نمبر
1204-96
حبیب بنک برانچ پشاور صدر